۱۳۴۸ھ

الهدیه

جسمیں قبور و قبہ جات کے متعلق تمام ضروری و شرعی معلومات لکھا ہیں

ـــــ از ـــــ

حضرت امام الوقت ملک العلما مولانا عبد الباری صاحب قبلہ

و جناب مولانا محمد عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی

و مولوی سید اعجاز علی صاحب اجمیری

مرتبہ

شہید انصاری فرنگی محل لکھنؤ

باہتمام حامد حسن علوی دبیر کامل

مطبع عزیز پریس پاٹانالہ لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

مسئلۂ قبور و قبہ جات

افاضۂ امام الوقت ملک العلماء حضرت مولانا عبد الباری صاحب قبلہ فرنگی محلی

(منقول از اخبار "ہمدرد" دہلی مورخہ ۱۶ صفر سنہ ۴۴ ہجری)

مشہور ہے کہ حضرت عمرؓ نے وہ درخت جسکے نیچے بیعت الرضوان مین حضور نے سایہ لیا تھا بخوف پرستش کٹوا ڈالا مگر یہ نہین کہا جاتا ہے کہ صحابہ کے وقت مین آثار پر جو مساجد تھے انکو حضرت نے کھودنے کا حکم نہین دیا حالانکہ لوگون کی زیارت پسند نہین کی چنانچہ اپنے ساتھی سے کہا کہ ان مساجد پر اگر وقت نماز ہو تو پڑھ لیا کرو اور فرمایا کہ اگلی امتین اسی وجہ سے ہلاک ہوئی ہین کہ انھون نے معبد ایسے آثار پر بنایا تھا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ صحابہ مین لوگ اسکی زیارت کرتے تھے حضرت کے تشددات کے باوجود انھون نے نہ تو لوگون کو زیارت و نماز سے باز رکھا نہ مساجد کو شکست کرایا تفصیل اسکی غالباً مولوی عنایت اللہ صاحب کے مضمون مین ہوگی اس واقعہ کو حضرت عمر کے کنز العمال مین روایت کیا ہے۔

مسجد ہر حالتمین قابل احترام ہی خصوصا وہ مساجد جو آثر متبرکہ تین. ہون مین نہین سمجھتا
کہ نجدی یہ کیون کرتے ہین اور مزار کے قبون اور مساجد کو کیون گراتے ہین. سوا اسکے
اور کوئی وجہ نہین کہ انمین انکی بربریت ابتک موجود ہی. مزارات کے جوار مین مسجد بنانے کو
تمام علماء نے جائز بتایا ہی اور قرآن شریف سی اس کا جواز اس آیت سے نکلتا ہی جسکو نجدی
نے لکھا ہی آپ اُسکو بغور ملاحظہ کیجیے وہ مساجد بنانیوالے خوش اعتقاد اچھے لوگ تھے جیسا کہ
تفسیر کبیر سے معلوم ہوتا ہی انھون نے مسجد مسلمانون کیلیے بنوائی تھی جیسا کہ مدارک سے
معلوم ہوتا ہی. ابن کثیر کا اپنا خیال قابل احتجاج دیگر کبار علماء کے مقابل نہین ہے
جس حدیث سی انھون نے استدلال کیا ہی وہ حدیث اُنکے مدعا پر دلالت کرنے سے قاصر ہی.
آپ خود ملاحظہ کیجیے کہ لنتخذن علیہم مسجدا قرآن مین بلا انکار اور اعتراض کے
مذکور ہی اور علی بمعنی عند کے ہی اسی وجہ سی مفسرین کہتے ہین علی باب الکہف برخلاف حدیث
کے کہ اسی مین مذکور ہی کہ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد خود قبرون کو وہ سجدہ گاہ
بناتے تھے قبرونکو مسجد کرنا اور اُنکے قرب مین مساجد بنا دونون کا فرق آپ خود ملاحظہ کر سکتے ہین
اس سے تعارض دونون نصون مین نہین ہی اسی وجہ سی ہم قرآن پر بھی عمل کرتے ہین اور
حدیث پر بھی اور کہتے ہین کہ قرب مقابر اور جوار صالح مین مسجد بنانا مستحسن ہی مگر قبر پر
مسجد بنانا ناجائز ہی پہلا امر قرآن سی ثابت ہی اور دوسرا حدیث سی ثابت ہی.
ہان جو لوگ اس آیت سی بنا علی القبور کے جواز پر استدلال کرتے ہین اُنکی توجیہ میری سمجھ
مین نہین آتی. باوجود اسکے خفاجی اور روح المعانی والے مین زمین آسمان کا فرق ہی پھر نجدی اگر

منسوب بتوہب ہین۔ انکے اقوال اُنکے بدعات کی تائید مین قابل قبول نہین ہین۔ بیضاوی اور امام رازی رح وغیرہ جو تصریح کرتے ہین وہ قوی ہی۔ الوسی نے جو دلیل بیان کی ہی وہ بھی قابل احتجاج نہین ہی۔ ابھی وہ جو ابن کثیر نے لکھی ہی آپ خود اُسپر غور کرین تو یہ بات ظاہر ہوجائیگی کہ قبور کو مساجد بنانا اور انکی عبادت کرنا امر آخر ہی اور قبور کے کنارے مسجد بنانا امر آخر ہی حضور کا سر بسجود ہونا مقابر مین خصوصًا لیلۃ البرأت مین متواتر ہی۔

اب رہ گیا مقابر پر قبون کا بنانا مجھے بہت حیرت ہوئی کہ جب تلاش کیا تو اسکی ممانعت پر کوئی نص نہین ملی ایک صرف وہی حدیث جسکو مین نے آپسے زبانی عرض کیا تھا کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن البناء علی القبور یہ حدیث حصول مدعا مین غیر کافی ہی نہین معلوم ہوتا ہی کہ نہی سے کیا مراد ہی نہی تحریمی یا تنزیہی بظاہر نہی تنزیہی ہو جیسا کہ اس طریقہ اور ارشاد فرمایا ہی نہی عن تشئید البناء مضبوط کرنے کو مکانات کے آپنے روکا یہ روک ظاہر ہی کہ تنزیہی تھی ورنہ بڑے بڑے عمارات سب کھدوا کر پھینکدینا چاہیے پھر بناء علی القبور سے کیا مراد ہی آیا اسکے گرداگرد کچھ بنانا یا اُسپر بنا احتمال ہوتا ہی کہ عند کے معنی مین ہی۔ ظاہر ہی کہ یہ معنی مجازی ہین لہذا اس سے خود نفس قبر پر بنا ئیکی ممانعت نکل جائیگی کیونکہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز درست نہین ہی بفرض یہ احتمال مان بھی لیا جاوے تو کہا جائیگا کہ یہ حکم عام قبور کا ہی مخصوص قبور کا نہین ہی۔ اس امر کی تخصیص علماء کی عبارات سے ہی اور خود حضور اقدس کے مزار سے ہی کہ اندر حجرہ حضرت عائشہ کے مواجہ مسقف تھا۔ گنبد کی تو اُسوقت مسجد بھی نہین تھی جیسی حیثیت مسجد کی تھی ویسی حجرہ حضرت عائشہ

کی تھی حضرت عمرؓ نے اسکی مرمت کرائی اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے نئے سرے سے اسکی تعمیر کرائی صحابہؓ کے وقت مین بلا انکار کے قبور پر مثل صحرا جسے قبہ کہتے ہین ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بعض نے اسکی مخالفت کی تو وہ بھی بطور کراہت تنزیہی کے ہے۔ نہی خود اسکے امکان وقوع پر دلالت کرتی ہے اور نہی چونکہ تنزیہی ہے تو اسکا اثر اسیقدر ہوگا جو دیگر امور خلاف اولی کا ہے۔ ملابس اور مساکن و عمارات وغیرہ مین جتنی جتنی وسعت ہوتی گئی، مال مین ترقی ہوتی گئی۔ زندون اور مردون دونون کی یکسان حالت ہے۔

یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ صیغہ نہی یعنی لاتفعل سے چاہے تحریم ثابت ہو مگر لفظ نہی سے جسکے معنی رو.کنے کے ہین تحریم کا بلا قرینہ ثابت ہونا غیر مسلم ہے ورنہ اسی لفظ سے گرم کھانے سے منع کیا ہے۔ ہر روز کنگھی سے منع کیا ہے۔ دھوپ چھانئین بیٹھنے سے روکا ہے۔ دودھ والے جانورون کے ذبیحہ سے روکا ہے۔ یہ سب بھی حرام ہو جائینگے۔ ہان بعض محرمات کو بھی اسی لفظ سے روکنے کا ذکر ہے تو انکی تحریم دوسرے نصوص سے ثابت ہے جو صاف تحریم کا حکم انپر دیا جاتا ہے لفظ نہی سے تحریم ثابت نہین کیگئی ہے اول درجہ ممانعت کا مکروہ تنزیہی ہے اور خلاف اولی ہے وہی مراد ہو سکتی ہے لیکن یہ بات غور کرنا نہ ہونا چاہیے کہ خلاف اولی کسی امر آخر سے اور سبب قوی سے مستحسن بلکہ اگر مقدمہ واجب ہو جائے تو واجب ہو جاتا ہے وہ کچھ حرام نہین ہے جسکا ازالہ لازم ہو۔ بلکہ حرام ظنی بھی حسب تصریح قاضی شوکانی کے اس قابل ہے کہ اسپر سکوت کیا جائے تو جو لوگ قبہ کی تحریم کے قائل ہین وہ بھی سکوت ہی کو مقدم کرتے ہین۔ مین نے باتباع اخی المعظم مولنا عبد الحیؒ مکروہ تنزیہی کا قول اختیار کیا ہے ورنہ عام علماء واکابر نے قبور صلحا پر قبہ کا بنانا مستحسن لکھا ہے۔ فقہا کی عبارتین یا مجتہدین کے

ارشادات مین تحریم کا پتہ نہین چلتا ہی اور تخصیص کسی کی نہین ہی حالانکہ نصوص فقہی اکثر مطلق بولے جاتے ہین مگر وہ مقید ہوتے ہین کسی نہ کسی معتبر کتاب مین اسکی تخصیص و تقیید ظاہر کردیجاتی ہی۔ چنانچہ ان احکامات مطلقہ کی قید بھی فقہ مین موجود ہی وہ یہ ہی کہ اگر بغیر فائدہ یہ عمارت ہو تو مکروہ تنزیہی ہی اور اگر ملک موقوفہ یا ملک غیر مین ہو تو حرام ہی اور اگر فوائد مترتب ہون تو مکروہ بھی نہین ہی بلکہ مستحسن ہی اور انکے فوائد سے یہ لکھا ہی کہ انپر فاتحہ پڑھنے کے لیے جو لوگ آتے ہین اُنکو راحت ہو لوگونکی نظر مین عظمت اہل قبر کی ظاہر ہو وغیر ذلک۔ امید ہی کہ ان سب کو مصحح مولوی عنایت اللہ سلمہ لکھینگے۔ قبور پر قبون کی بجنسہ وہی حالت ہی جو مساجد کی ہی۔ ولید کی بنائی ہوئی مسجد ابان بن عثمان کو ناپسند ہوئی کیا شاندار مسجدین جو سلف کے زمانہ مین تھین اگر وہ کھودڈالی جائین تو بتائیے کہ یہ سنت ہوگا یا بدعت۔ میرے نزدیک تو بدعت ہی اسواسطے کہ اس قسم کے استحکام دنیا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رسم و رواج کے اعتبار سے روکا تھا اور مصارف کی تقلیل کیوجہ سے باز رکھا تھا ورنہ کوئی ایسی شئے نہ تھی کہ روکی جاتی۔ اب یہ کہنا کہ اسکے اندر بدعات ہوتے ہین بغرض تسلیم اُنکو روکا جاسکتا ہی مکانات اور عالی شان محلات مین تو محرمات ہوتے ہین تو انکی وجہ سے مکان نہین گرادیا جاتا ہی اگر کسی کا مکان گرایا جاے تو اُسکی توہین ہی یا نہین۔ ہم سمجھتے ہین کہ ان نجدیون کو اس سے کیا فائدہ ہے۔

اسپر ہم صبر کرتے اگر اندیشہ نہ ہوتا کہ خانہ کعبہ کی وقعت اتنی قلوب اہل اسلام مین نہین جتنی مدینہ طیبہ کی عظمت و محبت ہی اور اسمین بھی اختلاف ہی۔ امام شافعی تو جدار کعبہ کو سمت قبلہ

ہونے کے قائل ہین امام ابوحنیفہ توقضا کافی سمجھتے ہین۔ تو یہی اندیشہ ہو کہ لوگ جدار ہی کو قبلہ عبادت سمجھین اسواسطے اگر ایک موحد جذبۂ توحید مین آکے اسکو ڈھادے تو پھر کون اعتراض ہو سکتا ہے کیا یہ خدشات الا ۔ ڈ کچہ نکا جسکی بنا پر خدام کعبہ قائم ہوئی نہین پورا ہو سکتا ہو۔ اسکو ذرا غور و فکر سے ملاحظہ تو کیجیے۔ ہمارے جسقدر اندیشے ہین سب ایک ایک کر کے پورے ہو رہے ہین۔ انشاء اللہ انکو پورا کر کے ورنہ مرکز اسلامی تشریف لیجائیگا۔ مگر اب کہان رہا ہے؟

تیسرا امر تعمیر قبور کا ہے۔ جسکے متعلق اپنا عقیدہ اپنے جد اکرم مولانا عبد الرزاق قدس سرہ کی عبارت مین پیش کیے دیتا ہون جو نصوص شرعیہ متواترہ و متفقہ پر مبنی ہو۔ اسپر بھی کہتا ہون کہ کسی کو باور ہو یا نہ ہو مجھے اسپر اعتقاد ہو وہ یہ ہے۔ انوار غیبیہ صفحہ ۳۰ مطبوعہ مجتبائی۔ اور قبر بمنزلہ جسم کے ہو جاتی ہو پس جو معاملات کہ زندون کے جسم کے ساتھ کرنے مین روح کو ایذا ہوتی ہو اُسی طرح دفن کے بعد قبر کے ساتھ وہ معاملات کرنے سے روح کو ایذا ہوتی ہو۔ اور جو معاملات زندہ کے ساتھ کرنے سے باعث فرحت روح ہوتے ہین وہ قبر کے ساتھ کرنے مین بھی باعث فرحت روح ہوتے ہین۔ پس جو جو تعظیمات کہ حالت حیات مین اہل قبور کیواسطے عمل مین آتے تھے قبور کے ساتھ اُنکا حفظ لازم ہے۔ لیکن جو تعظیم ممنوعات شرع سے ہو وہ ہر وقت ممنوع ہو پس بنانا قبر پختہ کا واسطے نشانی باقی رہنے کے درست ہے۔ یہ عبارت رسالہ مذکورہ کی ہو۔ علامہ عسقلانی وغیرہ وغیرہ تصریح کرتے ہین کہ قبور کفار تو کھودے جا سکتے ہین مگر قبور اہل اسلام نہین کھودی جا سکتی ہین بلکہ بعض فقہاے متقدمین نے تو کفار کے نبش قبور کو بھی روا نہین رکھا ہو۔ مسلمانونکی قبور کا کھودنا تو سب کے نزدیک ہتک حرمت اصحاب قبور کی ہے۔

اسمین شک نہین کہ عموماً قبر زمین سے بلند کی گئی ہے خصوصاً آنحضرتؐ کی قبر کہ وہ ایک بالشت یا کچھ کم یا کچھ زائد بلند ہے آپکا مزار ماہی پشت تھا یا مربع اسمین اول قول ائمہ ثلاثہ کا ہے اور دوسرا قول امام شافعی کا ہے مگر دونونکے نزدیک جائز ہے کہ دوسرے قول پر عمل کیا جاے صرف افضلیت اور مسنونیت اور عدم افضلیت مین خلاف ہے۔

اسجگہ ایک حدیث حضرت علی کی ہے جسکو مین نے ذکر کیا افسوس ہے کہ اسکے علاوہ تلاش سے بھی حسن صحیح بلکہ ضعیف بھی کوئی دوسری حدیث نہین ملی۔ اول تو قصہ مجمل ہے معلوم نہین حضرت علی کو کن قبور کے برابر کرنے کا حکم ہوا تھا بظاہر کفار کے قبور کا حکم ہوا ہوگا اسواسطے کہ اُسوقت وہی قبور تھے پھر علت عبادت تھی یا کوئی دوسرا امر پھر اسکی تعیین کہ وہ کتنا بلند ہونے پر برابر کردی جاے غیر مذکور پھر کس شے کے برابر کردی جاے یہ بھی مجمول ارشاد ہوا ہے ولا متشرفاً الا سویتہ نہ کوئی قبر بلند پاؤن مین مگر یہ کہ اسکو برابر کردون بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قبر مشرف سے مراد وہی قبر ہے جسکو حد سے متجاوز بلند کیا ہو ورنہ چاہیئے تھا کہ آنحضرت کے مزار کو بھی زمین کے ساتھ ملا دیتے یہ امر ظاہر ہے اس حدیث کو جمہور اہل سنت نے غیر قابل احتجاج سمجھا اور یہ مسلک صرف بعض کا ہے اسواسطے کہ یہ تمامتر احادیث وافعال کے خلاف ہے خود آنحضرت کے روبرو حضرت بلال نے قبر حضرت ابرہیم کو بنایا اور اسپر پانی ڈالا اس سے ثابت قبر بنانیکا جواز نکلتا ہے اگرچہ پختہ قبر کرنا بھی مکروہ تنزیہی ہے جیسا کہ نہی اسکے بارہ مین وارد ہوئی ہے مگر نشان قبر نہ مٹنے کے خیال سے خود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون کے مزار پر پتھر رکھا تھا وہ اسقدر بڑا تھا کہ جن صاحب کو حکم دیا گیا اُن سے اُٹھ نہ سکا تو خود اُٹھایا تھا۔ وزنی اسسن ست

پختہ قبر بننے کے جواز پر دلیل لائی جاتی ہے اور وہ حدیث جسمیں نہی ہے یا نہی تنزیہی پر محمول ہوتی یا نسخ پر کیونکہ پہلے زیارت قبور کی بھی ممانعت تھی جب اس کا جواز ہوا تو قبر کا قائم رہنا بھی جائز ہو گا۔

قبر پر کتابت کرنیکی بھی نہی ہوئی ہے امام ابو حنیفہ اسی پتھر والی حدیث سے اسکے جواز کا حکم دیتے ہیں کیونکہ مقصود شارع نشان قبر کا قائم رکھنا ہے۔ اسی وجہ سے فقہاء نے زمین کی کمزوری کے باعث پختہ کرنے کا بھی حکم دیا ہے یہانتک کہ بعض نے تو تابوت کا اور وہ بھی لوہے کا ہو تو اسکی بھی اجازت دیدی ہے اور علت نہی کو بھی مختلف ظاہر کیا ہے۔ بعض نے بلندی کی بھی کوئی حد نہیں رکھی ہے۔ خصوصًا اہل شرف کے لیے اور واقعہ یہی ہے کہ کوئی دلیل حرمت یا کراہت تحریمی پر قائم نہیں ہے حتی کہ رفع قبر میں تو شوکانی صاحب کو بھی کہنا پڑا کہ تحریم اسکی ظنی ہے اسوجہ سے سکوت جائز ہے۔ پھر اسکے انہدام کی کیا وجہ ہے۔

الحاصل آپ سمجھ لیں کہ ہم قبروں کی توہین کو مثل زندوں کی توہین کے سمجھتے ہیں۔ اسکو کوئی معمولی امر نہیں سمجھتے۔

قبون کی حرمت پر ایک نظر

از جناب مولنا محمد عنایت اللہ صاحب افسر مدرس مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ

اخبار ہمدرد مورخہ ۳۰۔ اگست سنہ ۲۵ء مین ایک مضمون مزارات پر قبون وغیرہ بنونیکے متعلق عدم جواز کا نظر سے گذرا میرا خود پہلے سے بھی خیال تھا کہ قبون اور پختہ قبرون کے جواز وعدم جواز کے متعلق ایک مضمون لکھون مگر دوسرے مشاغل کی وجہ سے اس ارادہ کو پورا نہ کرسکا کہ ہمدرد کے اس مضمون نے میرے ارادہ کو پختہ کردیا خاصکر مولانا محمد علی صاحب کی خواہش نے اور زائد اس امر کی جانب توجہ دلائی۔ ہمدرد کے مضمون نگار مولانا عبدالحی صاحب فاروقی پروفیسر جامعہ ملیہ ہین مولانا موصوف نے شروع مضمون مین یہ تسلیم کیا ہو کہ قرآن پاک مین قبون ومزارات وغیرہ کے احکام موجود نہین ہین اور ایک آیت جس سے جواز ثابت ہوتا ہو وہ بقول ابن کثیر وآلوسی لائق احتجاج نہین ہو اسکے بعد مولانا نے احادیث وفقہی عدم جواز ثابت کیا ہو۔

ہم اپنے مضمون مین سردست یہی ثابت کرنا چاہتے ہین کہ قرآن حدیث واجماع امت (فقہ) وقیاس کسی سے بھی قبون اور مزارات کو زمین سے بلند کرنے اور انکے پاس مسجدین بنوانے کی حرمت تو کیا کراہت تحریمی بھی ثابت نہین ہوتی پس انکو منہدم کرا دینے اور برباد کر دینے کی کوئی علت موجبہ نہین ہو۔ بلکہ خوف فتنہ بین المسلمین وشائبہ اہانت قبور کی وجہ سے قبور وقبون کے انہدام سے باز ہی رہنا شیوۂ ہمدردان اسلام ہونا چاہیے۔

اولاً ہم مولانا کو یہ بتانا چاہتے ہین کہ قرآن کی جو آیت مولانا نے تحریر فرمائی ہو یعنی

فقالوا ابنوا علیہم بنیانا ربہم اعلم بہم قال الذین غلبوا علی امرہم لنتخذن علیہم مسجداً۔

وہ صراحتاً آپکے اقرار کے بموجب مدعی کے خلاف ہے اور ابن کثیر اور حال کے علامہ آلوسی کی عبارتین قرآن کا مقابلہ کرنے کے لیے کافی نہین ہوسکتی ہین اور بقول مولانا محمد علی کے قرآن کا مقابلہ تو حدیث متواتر بھی نہین کرسکتی چہ جائیکہ مفسرین کی عبارتین اور ایک غیر مشہور حنبلی کے اقوال اسکے علاوہ آلوسی کی عبارتون سے احتجاج ویسا ہی ہے کہ خود ابن عبد الوہاب کے اقوال سے احتجاج کیا جاے کون نہین جانتا کہ آلوسی اور نواب صدیق حسن خان اسقدر ہمخیال تھے کہ آلوسی کی تفسیر نوابصاحب مرحوم نے طبع کرائی۔ آلوسی زادہ نواب صاحب مرحوم کے تلامذہ مین سے تھے ابن تیمیہ و ابن قیم کے مقلد جامد تھے۔ انکے اقوال سے استناد بلا کسی دوسری دلیل کے کیسے لائق اعتبار ہوسکتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر آلوسی کے اقوال پر ہم بھروسہ کرین تو خود مولانا فاروقی ہی کے اقوال پر کیون نہ بھروسہ کیا جاے عراق تک شد رحال کی کیا ضرورت ہے۔ رہا ابن کثیر کا قول تو وہ ظاہر قرآن کے مقابل ہے اور شہاب خفاجی (جنھون نے اسی آیت سے جواز تعمیر نکالا ہے) اون کا قول بظاہر قرآن کے موافق ہے پس ہمکو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ ہم کیون نہ کہین کہ ظاہر قرآن خفاجی کے ساتھ ہے اور جبتک اسکے مقابل کوئی دلیل نہ ہو کسی طرح اسکی تردید نہین ہوسکتی۔ علاوہ اسکے ابن کثیر نے جن احادیث سے استدلال کیا ہے وہ اس آیت سے کوئی تعلق نہین رکھتین آپ خیال فرمادین کہ قبور کو مسجد بنانا

اور قبروں کے قریب مسجد بنانا دونوں میں کتنا عظیم فرق ہے قرآن میں جس واقعہ کا ذکر ہے اسکے متعلق تمام مفسرین ذکر کرتے ہیں کہ مسجد یا باب کھف پر یا انکے قریب بنائی گئی تھی اور یہاں احادیث میں جو جھڑکی گئی ہے وہ نفس قبر کو سجدہ گاہ بنانا ہے۔ قرب اور جوار کی ممانعت اُس سے ثابت نہیں ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ قرآن مولانا فاروقی کی کسی طرح تائید نہیں کرتا جسکا خود مولانا نے اعتراف بھی کیا ہے بلکہ بظاہر مخالفت کرتا ہے اب احادیث کو دیکھیں تو مولانا نے جن احادیث کا تذکرہ کیا ہے در اصل وہ دو حدیثیں ہیں جنمیں سے ایک حدیث جسکو اکثر محدثین نے اپنی سندوں سے مختلف الفاظ سے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انھوں نے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا (الحدیث۔)

دوسری حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہے جسکا ترجمہ مولانا نے حسب ذیل کیا ہے۔

کیا تمھیں نہ روانہ کروں اس کام کیلئے جس کام کیلئے رسول اللہ صلعم نے مجھے روانہ کیا تھا آپنے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں کوئی اونچی قبر نہ چھوڑوں مگر یہ کہ اُسکو برابر کردوں اور نہ کوئی تصویر مگر یہ کہ اُسکو مٹا دوں۔ پہلی حدیث مختلف الفاظ سے مروی ہے جن سب میں صرف قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت مروی ہے ان احادیث کو تحریر فرما کر مولانا تحریر فرماتے ہیں "کتاب وسنت کی یہ تصریحات بیانگ دہل اس حقیقت کا اعلان کر رہے ہیں کہ قبروں پر مسجدیں بنانا تعمیر کرنا وہاں جا کر مین و برکت حاصل کرنیکے لیے نماز پڑھنا اور اُنکے لیے اوقاف مقرر کرنا جاہلیت اور جرائم ہیں شریعت اسلام کو ان چیزوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ان عمارتوں کا گرانا مقاصد شریعت اسلام کا ایک بہترین فرض ادا کرنا ہے" مولانا نے اس عبارت میں مجموعی کیا ہے

کہ اوپر کے مذکورہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے حسب ذیل دعوے ثابت ہو گئے۔ قبروں پر مسجد بنانا حرام ہے۔ قبہ تعمیر کرنا حرام ہے۔ وہاں جا کر مین و برکت حاصل کرنیکے لیے نماز پڑھنا حرام ہے۔ انکے اوقات مقرر کرنا حرام ہے۔ ان عمارتوں کا گرانا اہم ترین فرض ادا کرنا ہے؟

یہ مولانا کے پانچ دعوی ہین اور مولانا کا خیال ہے کہ مذکورہ آیات احادیث سے یہ ثابت ہو گئے مولانا خود انصاف فرمالین کہ آپنے اپنے دعوے کے موافق مین ایک آیت نصف آیت ایک لفظ بھی قرآن شریف کا کہین اوپر ذکر کیا جس سے آپکے مذکورہ پانچون دعوون مین سے ایک دعوے بھی ثابت ہو سکے جتنے ہمدردین اس کے اوپر کا ایک ایک لفظ پڑھا ہے۔ ہمکو تو کہین بھی کوئی لفظ قرآن شریف کا جو آپنے اپنے دعوے کے ثبوت مین لکھا ہو نہین ملا۔ مضمون بھر مین صرف ایک آیت ذکر کیگئی ہے اور وہ صرف یہ دکھانے کے لیے کہ اس آیت سے قبہ وغیرہ کا جواز ثابت کرنا درست نہین ہے۔ اس کا کوئی تعلق مولانا کے دعوونکے ثبوت سے نہین ہے۔ جسکو صرف مولانا نے بھی صرف رد کرنیکے لیے ذکر کیا ہے اگر اُسی سے مولانا کا دعوی ثابت ہے تو مولانا نے خود ہی اسکی تردید کر دی ہے تو کیا خود ہی اپنے دعوی کو رد فرمایا ہے۔ اسکے علاوہ تو کوئی آیت مضمون بھر مین مذکور نہین ہے۔ اب احادیث کو دیکھیے اسین سے سوائے ایک کے اور سب احادیث مین قبرون کو مسجد بنانیکی ممانعت مروی ہے مولانا نے خود مسجد کا ترجمہ سجدہ گاہ کیا ہے ظاہر ہے کہ قبرون کو سجدہ گاہ بنانا اور چیز ہے اور قبرون کے قریب اُس سے ہٹ کر مسجد بنانا اور چیز ہے اور قبہ تو بالکل علیحدہ شے ہے اگر حدیث مین قبر کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت ہے تو اُسکا قبہ سے کیا تعلق ہے زائد سے زائد جو ان احادیث سے ثابت ہو سکتا

وہ یہ کہ قبر کو سجدہ نہ کرنا چاہیے۔ اب مولنا ہی بتائین کہ قبہ کے بنانے سے اسکا کیا تعلق ہے اور آپکے دعوون سے تو ذرا بھی اسکا تعلق نہین ہے۔ مولنا کی خدمت مین یہ بھی گذارش ہے کہ کسی چیز کا حرام ہونا احادیث احاد سے ثابت نہین ہوتا۔ بلکہ اگر مولنا ہی کے گذارش ہے قرآن پاک کی آیت سے ہم استدلال کرین اور آپکے ان پانچون دعوون کے مقابل اسی آیت سے استدلال کرین تو غالباً مولانا کو مفسرین کی کمزور اور غیر معتبر اقوال کے دامن مین پناہ لینے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا اور مولنا کے پیش کردہ احادیث احاد بھی اگر بفرض وہ آپکے مدعیٰ کے موافق بھی ہون تو قرآن کی آیت سے کے مقابل نہ ہوسکین گی (دیکھو مولانا محمد علی کا مضمون قتل مرتد کے بارہ مین) دوسری حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہے جسکا تعلق قبر کو اونچا کرنے سے ہی قبون وغیرہ سے اُس کا کوئی تعلق نہین ہے جیسا کہ آپکے ترجمہ سے خود ظاہر ہے۔

اصل یہ ہی کہ حنفیہ اور شافعیہ مین بحث یہ ہی کہ آیا قبر کو گاؤدم ہونا چاہیے اونٹ کے کوہان کے مانند یا مسطح ہونا چاہیے حنفیہ پہلے کو اور شافعیہ دوسرے کو مسنون بتاتے ہین اور ہر ایک اپنی موافقت مین دلائل حدیث سے پیش کرتے ہین حنفیہ چند احادیث جو اپنے استدلال مین پیش کرتے ہین اُنمین سے بعض حسب ذیل ہین۔

۱۔ عن سفیان التمار انہ رای قبر النبی سفیان تمار سے مروی ہی کہ اُنھون نے حضور انور کی صلے اللہ علیہ وسلم مسنماً (بخاری) قبر شریف ابھری ہوئی کوہان شتر کیطرح دیکھی

۲۔ عن ابراھیم قال اخبرنی من رای ابراہیم کہتے ہین کہ مجھ سے اس شخص نے جسنے

قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبر ابی بکر و	حضور انور اور شیخین کے مزار مبارک دیکھے ہین
عمر فاشنزة من الارض وعلیہا فلق	یہ بیان کیا ہے کہ یہ قبرین زمین سے کچھ تھوڑی اُبھری ہوئی تھین
من مدر ابیض (امام محمد)	اور اُنپر سفیدی چھوٹی مٹی کی تھی۔
۳؎ عن جابر قال سألت ثلثة کلہم لہ	حضرت جابر سے مروی ہے کہ اُنھون نے فرمایا کہ مین نے ایسے تین
فی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب	شخصون سے سوال کیا جنمین سے ہر ایک کے
اباجعفر محمد بن علی و	باپ کی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
سألت قاسم بن محمد وسألت سالم	قبر کے پاس تھی یعنے ابوجعفر
بن عبد اللہ اخبرونی عن قبور آبائکم	محمد بن علی اور قاسم بن محمد اور سالم بن عبد اللہ
فی بیت عائشة وکلہم قالوا انہا	سے مینے سوال کیا کہ تم لوگون کے باپون کی قبرین
مسنمة (ابن شاہین)	حضرت عائشہ کے حجرہ مین کسطرح بنی ہوئی ہین
	ان سب نے کہا کہ وہ قبرین کوہان شتر کی طرح بلند ہین۔
۴؎ قال القاری السنة ان یعلو القبر	ملا علی قاری کہتے ہین کہ سنت یہ ہے کہ قبر کا نشان
ان یرفع شبراً کقبرہ علیہ الصلوٰة	ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ کے مزار کیطرح ایک بالشت
والسلام کما رواہ ابن حبان فی صحیحہ	بلند ہو جیسا کہ ابن حبان نے اپنی صحیح مین لکھا ہے۔

اسکے علاوہ دوسری احادیث بھی حنفیہ کی موید ہین اور شافعیہ اسی حدیث سے جو مولانا نے تحریر فرمائی ہے تربیع اور تسطیح قبر پر استدلال کرتے ہین حنفیہ جواب مین کہتے ہین کہ اس حدیث سے ممانعت ایک بالشت سے زائد قبر بلند کرنیکی ہے ایک بالشت سے کم بلند کرنیکی ممانعت کیسے ہوسکتی ہے باوجودیکہ خود حضور انور کا مزار مبارک زمین سے بلند تھا

اور اگر حضرت علی اور دیگر اصحاب کبار اُسکو بُرا سمجھتے تو ضرور روکتے بلکہ اسکے برخلاف خود حضرت علی کے متعلق مروی ہی کہ قبر سے ٹیک لگائے ہوے بیٹھے تھے تو ظاہر ہے کہ اگر قبر بلند نہ تھی تو تکیہ کیسے لگاتے تھے۔ اس ہمارے بیان سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کا تعلق کسی طرح قبا اور عمارت ما حول القبر سے محدثین کے نزدیک نہین ہی۔ اگر بالفرض یہ تسلیم کر لیا جاے کہ اسمین ممانعت قبہ کی ہی تو جسان کہین قبر کی تربیع سے (زمین دوز) منع کیا گیا ہی تو کیا آپکے خیال مین اس جگہ پر قبہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسکے بعد ہم نہین سمجھ سکتے کہ مولانا نے اوپر کون آیت یا حدیث تحریر فرمائی ہی جس سے اُنکے کسی دعوی کا ثبوت بھی ہو سکے۔ خود بھی براہ کرم مولانا اپنے پانچون دعوون اور مذکورہ بالا احادیث کو دیکھین اور ہمین مطلع فرمائین کہ محل استدلال کون لفظ ہی۔ خیال رہے کہ محض احتمالات اور وہ بھی خلاف ظاہر سے حرمت تو کجا کراہت بھی ثابت ہونا ضروری نہین ہوتا اسکے بعد مولانا نے دوسرے پرچہ ہمدرد مین فقہا کی عبارتین پیش کی ہین اُنکا مفصل جواب آگے آتا ہے۔ لیکن ایک امر ضروری یہان پر گذارش کر دینا ہے کہ اختلاف فقہا کی صورت مین کسی امر کا قطعی الحرمت ہونا کسی طرح پر لائق تسلیم نہین ہی اور خاصکر جبکہ سلف سے لیکر خلف تک کسی بات پر عمل کرتے چلے آئین تو وہ عند الفقہا حرام نہین ہو سکتا۔ علیہ العمل وعلیہ عمل مشائخنا وعلیہ عمل القوم علامات فتوی سے ہین۔

جب آپ فقہا کے مسالک سے بحث کیجیئگا تو آپکو لازم ہی کہ اُنکے اصول پر بحث کیجیے۔ توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ درست نہین ہی مولانا نے سب سے پہلے جو عبارت

لکھی ہے وہ مدونۃ الکبریٰ کی ہے جسکو امام مالک کی تصنیف فرمایا ہے ہمکو حیرت ہے کہ المدونۃ الکبریٰ
کن امام مالک کی تصنیف ہے آیا یہی امام مالک جو مشہور صاحب مذہب ہین یا کوئی اور
امام مالک آجتک تو امام مالک کی تصانیف مین سے سوائے موطا کے اور کسی کا پتہ نہین
ملا تھا مگر شکر ہے کہ مولانا کے ذریعہ سے ایک اور تصنیف امام مالک کی معلوم ہو گئی ہم
مولانا کی نیت پر حملہ نہین کرتے البتہ اتنا ضرور کہتے ہین کہ چاہے بلا ارادہ ہو مگر عبد الرحمن
ابن قاسم کی تصنیف کو امام مالک کیجانب منسوب کرنا صحیح طریقہ اثبات مدعی کا نہین ہے۔
امام شافعی کی کتاب الام کی عبارت مین لفظ احب موجود ہے انمین سے کوئی ایک
عبارت بھی تو یہ نہین بتاتی کہ قبہ بنانا مسجدین قبور صالحین مین بنانا وغیرہ وغیرہ
مولانا کے چار امر ونمین سے کوئی بھی حرام ہے کراہت اور چیز ہے حرمت اور شے کراہت
سے حرمت لازم نہین آتی ہماری سمجھ سے یہ امر باہر ہے کہ مولانا نے درمختار
کی عبارت کا وہ حصہ کیون چھوڑ دیا جسمین صراحتاً جواز بنا مصنف نے بیان کی ہے
پوری عبارت حسب ذیل ہے۔
ولا یرفع علیہ بناء وقیل اسپر کوئی تعمیر بلند نہ کیجاے اور یہی کہا گیا ہے
لاباس بہ وھو المختار۔ کہ اسمین کوئی حرج نہین اور یہی مختار ہے
مولانا انصاف فرمائین کہ اُس عبارت کو چھوڑ دینا جو اُنکے خلاف تھی اور جسکے
متعلق علامت فتویٰ بھی درج ہے کسقدر زبردستی ہے۔ مولانا کو اختیار تھا صاحب درمختار
کی پوری عبارت تحریر فرما کر اُسکی تردید کر دیتے مگر یہ طریقہ تو کسی طرح مناسب نہین ہے۔

کہ اپنے موافق عبارت کا پہلا حصہ ذکر کر دیا جائے اور بعد کا جو اپنے خلاف ہو اسکو چھوڑ دیا جائے یہ تو بعینہ لا تقربوا الصلوٰۃ کا معاملہ ہے اس سے بھی زائد ہمکو تعجب ہے کہ مولانا نے جب در مختار ملاحظہ فرمائی تو اُسی کے ساتھ اُسکا حاشیہ تکلیف اٹھاکر کیون نہ لاحظہ فرمایا جسمین صاف طور سے لکھا ہے کراہت کے قول کے بعد

وفی الاحکام عن جامع الفتاویٰ وقیل لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات۔ اور جامع الفتاویٰ سے احکام مین منقول ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ قبر پر تعمیر کرنا مکروہ نہین اگر صاحب قبر علما او ربزرگون مین سے ہو۔

مولانا ہمین معاف فرمائینگے اس قسم کی عبارتون مین تصرفات بعض بہت زائد بدگمانیان پیدا کرادیتی ہین اسی طرح مولٰنا نے نہایہ اور شرح مختصر کی عبارت کا بیچ کا حصہ ذکر نہین فرمایا جس سے پوری طرح مطلب واضح ہوتا یہ عبارتین جنکو ذیل مولانا نے تحریر کی ہین۔

ھدم البناء وجوبًا بحرمتہ لما فیہ من التضییق علی الناس (نہایۃ المحتاج)

فظاھرہ ھذہ التحریم ولوکان مکروھًا لنفذت الوصیۃ (شرح مختصر)

ہمکو افسوس ہے کہ دونون کتابین ہمارے پاس نہین ہین ورنہ ہم پوری عبارت کے ساتھ جسکے بیچ کے حصہ کو مولانا حذف کر دیا ہے ملاکر پڑھتے اور معلوم کرتے کہ آیا درمختار کی عبارت کیطرح کہین یہان بھی تو تصرف نہین ہے اور یہ کہ انکا کیا مطلب ہے مگر پھر بھی اس سے قطع نظر مولانا کو ہم بتانا چاہتے ہین کہ ان دونو مین سے ہر شخص نے صاف طور پر صراحتًا اسی کتاب مین جیسا کہ آپنے خود تحریر فرمایا ہے کراہت لکھی ہے اور شرح مختصر مین تو صاف صاف اوپر کراہت

لکھکر یہ بتایا ہے کہ اگر کسی شخص نے وصیت کی ہو کہ مرنیکے بعد قبر پر گھر بنا دیا جاے تو یہ وصیت پوری نہین کیجائیگی شارح کہتے ہین کہ اس سے تو بظاہر حرمت معلوم ہوتی ہے مولانا بتائین کہ اسمین شارح کا تردد معلوم ہوتا ہے یا اسکی قطعی راے یہاں پر مولانا نے عبارت کا ترجمہ اس طور پر کیا ہے کہ ہم اسکو کسی طرح بھی صحیح نہین کہہ سکتے اور مولانا کی نیک نیتی پر چونکہ حملہ کرنا مقصود نہین ہے لہذا عجلت پر محمول کرتے ہین یہ ترجمہ کی غلطی کچھ اسی عبارت مین نہین ہے بلکہ اوپر کی عبارت مین بھی ہے اور اس غلط ترجمہ کا یہی نتیجہ ہے کہ مولانا نے نتیجہ نکالنے مین غلطی کی ہے عبارت حسب ذیل مولانا نے لکھی ہے (جو خود بھی غلط اور ٹکڑے ٹکڑے ہے)

فیمن اوصیٰ ان یبنیٰ علی قبرہ بیت فظاھرہ
ھٰذہ التحریم دلوکان مکروھًا لنفذت الوصیۃ

ترجمہ مولانا نے یہ کیا ہے ایک شخص وصیت کرتا ہے کہ اسکی قبر پر ایک عمارت بنائی جاے تو اسکی وصیت نافذ نہوگی کیونکہ قبر و نیز عمارت بنانا حرام ہے مولانا انصاف فرمائین کہ آیا اس عبارت کا ترجمہ یہی ہوا جو اُنھون نے تحریر فرمایا ہے کیا بیت کا ترجمہ عمارت ہے کتاب الیس نظاہرہ التحریم بیکار الفاظ ہین کیا عدم نفاذ وصیت خود شارح کا قول ہے اور اسکا فتوی ہے اب مولانا مجھے سُنین کہ اس عبارت کا کیا مطلب ہے گو میرے پاس کتاب موجود نہین ہے پھر بھی جو مین لکھتا غالبًا وہی کتاب کا مطلب ہوگا براہ کرم پھر جناب ملاحظہ فرماوین مطلب یہ ہے اوپر شارح نے بناء علی القبور اور بقول کے ایک احاطہ کھینچنے کو مکروہ لکھا ہے۔ اسکے بعد شارح لکھتے ہین کہ

مصنف یا کسی اور عالم نے بیت بنانے کی وصیت کے عدم نفاذ کا فتویٰ دیا ہو۔ اس سے بظاہر حرمت معلوم ہوتی ہو حالانکہ اوپر کراہت مذکور ہو پس عبارت سے یا تو مصنف پر اعتراض کرنا مقصد ہے یا ترد وظاہر کرنا اسکے بعد یہ بھی گذارش ہو کہ قبر پر گھر بنانے کے عدم جواز سے قبہ کا عدم جواز ثابت نہین ہوتا ممکن ہے کہ گھر کا عدم جواز اس حدیث سے ماخوذ ہو جسمین گھر مین قبر بنانیکی ممانعت حرج نماز وغیرہ کیوجہ سے مذکور ہوئی ہے اس سے بھی قبہ کا عدم جواز ثابت نہین ہوتا۔ ہان یادش بخیر ابن تیمیہ کی عبارت سے نہین معلوم مولنانے کیا ثابت کرنا چاہا ہے اول تو ابن تیمیہ کی عبارت سے استناد اُسیطرح پر ہم جیسے پطرس کی عبارتون سے آپ تثلیث نقل کرین اور ہمکو الزام دین آپ ہی فرمائیے کہ اگر آپ اسیطرح عیسائیون کے اقوال نقل کرنا شروع کردین تو کیا وہ ہم پر حجت ہو جائینگے۔ دوسرے ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ابن تیمیہ کی عبارت سے یہ کہان ثابت ہوا کہ مطلقاً انچی قبر بنانا اور اسکے پاس قبہ بنانا حرام ہو۔ اور اسکا ہدم واجب ہے بیشک وہ امور جو مذکور ہین ممکن ہو کہ اونکی حرمت پر آپ استدلال اس عبارت سے کرسکین لیکن اُنکی وجہ سے قبون کی حرمت ابن تیمیہ کے کلام سے ثابت نہین۔ بقیہ عبارات فقہا جو مولانا نے لکھی ہین وہ مولانا کے مدعاے حرمت کو ثابت کرنے سے قاصر ہین کیونکہ بحرالرائق مین صراحتاً جیسا کہ آپنے ذکر کیا ہے کراہت بنا کی بیان کیگئی ہے اور اگر کراہت ثابت ہو جاے تو بھی آپکے مدعی کو مفید نہین ہو کیونکہ آپ حرمت کے قائل ہین اور اُسی کا دعویٰ بھی فرمایا ہے کراہت کے ثبوت سے آپ کوئی فائدہ نہین حاصل کرسکتے غرضکہ ہمارا خیال ہو کہ مولانا نے اپنے مضمون مین کوئی دلیل بھی اپنے چارون دعوون مین سے کسی کے ثبوت کی نہین دی ہو

اور جو کچھ ثابت بھی کر سکے وہ صرف کراہت۔ لیکن اُسی کے بالمقابل نہ صرف فقہا بلکہ سلف بلکہ زمانہ صحابہ مین خیام فسطاط (قبہ) اور دیوارین اور چھت قبرون پر بنائی گئین اور علما نے اسپر سکوت کیا یا کم از کم علما نے اسکے متعلق انکار شدید نہین کیا ظاہر ہے کہ ایسے مختلف فیہ احکام مین خاصکر جبکہ اختلاف بھی کراہت و جواز بلا کراہت کا ہو ابن سعود کا ایسا فعل کرنا جس سے اہانت مسلمین بلکہ خود اہانت سید المرسلین کی نہ صرف ہماری نظرون مین بلکہ تمام کفار و مشرکین کی نظرون مین متصور ہو بلکہ پھر یہ بھی مظنہ ہو کہ کفار انھین افعال کو سند پکڑ کے تمام قبور بلکہ سید القبور کے ساتھ ارادہ فاسد کر سکینگے اور کم از کم تمام اہل اسلام مین ایسا فتنہ رونما ہونیکا اندیشہ ہو جسکا انسداد بھی نہ ہو سکتا ہو کسطرح جائز ہو سکتا ہے اب ہم وہ عبارتین آخر مین مین تحریر کرتے ہین جنسے مولانا کے مدعی کے خلاف بھی روشنی پڑتی ہے۔

ولما مات الحسن بن علی ضربت امرأته القبة علی قبره ثم رفعت فسمعت صائحا يقول الا هل وجدوا الی آخر الحدیث (بخاری) — حضرت امام حسن کی وفات کے بعد انکی زوجہ نے آپکی قبر پر قبہ قائم کیا پھر تھوڑے زمانہ کے بعد اسکو اٹھا دیا پس ایک آواز سنائی دی کہ کیا انھون نے اپنی گمشدہ چیز پائی۔

وضرب عمر رضی اللہ علی قبر زینب بنت جحش وقال ابن التین فمن کرہ ضربه علی قبر الرجل ابن عمر و ابو سعید و ابن المسیب — حضرت عمر نے حضرت ام المومنین زینب بنت جحش کی قبر پر فسطاس بنایا ابن تین نے کہا کہ جن لوگون نے مرد کی قبر پر قبہ و فسطاط کا نصب کرنا منع کیا ہو وہ ابن عمر اور ابو سعید اور ابن مسیب ہین

وضربت عائشة علی قبر اخیها فنزعه ابن عمر — حضرت عائشہ نے اپنے بھائی کی قبر پر قبہ قائم کیا تو ابن عمر نے اسکو ہٹا دیا

وضربه محمد بن حنفیة علی قبر ابن عباس — اور محمد بن حنفیہ نے ابن عباس کی قبر پر قبہ قائم کیا

عن عروة بن زبير لما سقط عليهم الحائط في — عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جب ان مزارات پر ولید بن
زمان الوليد بن عبد الملك اخذوا في بنائه (بخاري) — عبد الملک کے زمانہ میں دیوار گر پڑی تو اسکی پھر تعمیر شروع ہوئی (بخاری)
قال عمر بن دينار وعبيد الله بن ابي يزيد لم — عمر بن دینار اور عبید اللہ بن ابی زید راوی ہیں
يكن على عهد النبي صلى الله عليه وسلم على بيت — کہ حضور کے عہد مبارک میں حضور کے کسی حجرہ میں
النبي صلى الله عليه وسلم حائط فكان اول من — دیوار نہ تھی تو سب سے پہلے اسکی دیوار حضرت عمر نے
بنى عليه جدارا عمر بن الخطاب قال عبيد الله — بنوائی عبید اللہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ دیوار چھوٹی
كان جداره قصيرا ثم بناه عبد الله بن زبير (عيني) — تھی پھر عبد اللہ بن زبیر نے اسکو بنوایا (عینی)
وقد اباح السلف البناء على قبر المشائخ والعلماء — اگلے بزرگوں نے مشائخ اور مشہور علما کی قبروں
المشهورين ليزورهم الناس ويستريحوا — پر قبہ وغیرہ بنوانا جائز رکھا ہے تاکہ لوگ انکی
بالجلوس فيه (ملا علی قاری شرح مشکوۃ) — زیارت کر سکیں اور آرام وہاں بیٹھ سکیں۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

عن المعرور بن سويد قال كنت مع عمر بين — معرور بن سوید راوی ہیں کہ میں حضرت عمر کے
مكة والمدينة فصلى بنا الفجر ثم راى اقواما — ساتھ مکہ اور مدینے کے راستہ میں تھا تو آپ نے
ينزلون فيصلون في مسجد فسأل عنهم فقالوا — فجر کی نماز پڑھائی پھر آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ
مسجد صلى فيه النبي صلى الله عليه وسلم فقال — اترتے ہیں اور ایک مسجد میں نماز پڑھتے ہیں
انما هلك من قبلكم انهم اتخذوا آثار انبيائهم — تو آپ نے اسکی وجہ دریافت کی لوگوں نے کہا کہ
بيعا من مر بشيء من هذه المساجد فحضرت — یہ وہ مسجد ہے جس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے
الصلوة فليصل والا فليمض (عب كنز العمال) — نماز پڑھی ہے حضرت نے کہا تم سے قبل کی امتیں

رأیت سالم بن عبد اللہ یتحری اماکن من
الطریق فیصلی فیها ویحدث ان اباہ کان یصلی
فیها وانہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یصلی فی تلک الامکنۃ وحدثنی نافع عن ابن عمر
رضی اللہ عنہما انہ کان یصلی فی تلک الامکنۃ بخاری شریف
مات الحکم بن ابی العاص فی خلافۃ عثمان فضرب علی قبرہ
فسطاط یوم صائف فتکلم الناس فی ذلک فقال
عثمان رضی اللہ عنہ قد ضرب فی عہد عمر علی زینب بنت
جحش فسطاس فہل رأیتم عائبا عاب ذلک اصابہ
قال البیضاوی لما کانت الیہود والنصاری
یسجدون لقبور الانبیاء تعظیما لشأنہم ویجعلونہا
قبلۃ یتوجہون فی الصلوۃ نحوہا واتخذوا
اوثانا لعنہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومنع المسلمین عن
مثل ذلک فاما من اتخذ مسجدا فی جوار صالح
وقصد التبرک بالقرب منہ لا التعظیم لہ
ولا للتوجہ نحوہ فلا یدخل فی ذلک
الوعید (اعلاء عسقلانی)

اسوجہ سے پاک ہو گئی ہیں کہ انھوں نے اپنے انبیا کے نشانات پر کنیس
تعمیر کر لیے تھے تم میں سے جو شخص ان مساجد میں آئے اور نماز کا
وقت آئے تو انمیں نماز پڑھے ورنہ چلا جائے (اعمال کنز العمال)
میں نے سالم بن عبد اللہ کو دیکھا کہ وہ راستہ میں چند جگہوں میں تعمد نماز
پڑھتے اور کہتے کہ یہاں پر انکے باپ نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے
(یعنی حضرت ابن عمر) کہ انھوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کو یہاں پر نماز پڑھتے دیکھا تھا اور نافع سے بھی یہی مروی ہے بخاری
حکم بن ابی العاص خلافت عثمان کے زمانہ میں مرے تو انکی قبر پر خیمہ قائم کیا
گیا سخت گرمی میں پس اس پر لوگوں نے اعتراض کیا پس حضرت عثمان نے
بیضاوی کہتے ہیں چونکہ یہود اور نصاری اپنے انبیا کے قبور کا
انکی عظمت کرتے ہوے سجدہ کرتے تھے اور اپنا قبلہ صلاۃ بناتے تھے
انلوگوں نے قبر کو بت بنا لیا تھا اسلیے انپر نبی صلعم نے لعنت
بھیجی اور مسلمانوں کو ایسے امور سے آپنے روکا لیکن جو لوگ
صلحا میں جنہنے مسجد بنائی محض انکے قبور کے قرب سے
برکت حاصل کرنے کے لیے اور بلا لحاظ انکی تعظیم بغیر اس
جانب توجہ کے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے

(عسقلانی)

ارشاد فرمایا کہ حضرت عمرؓ کا زمانہ بھی اور حضرت زینب کی قبر پر کیا گیا تو کیا تم لوگوں نے کسی ایسے شخص کو دیکھا کہ جس نے اسکو عیب لگایا ہو (اصابہ)

مولانا کے مضمون کے متعلق تو ہم صرف اسی قدر لکھنا چاہتے ہین البتہ ایک امر زیادتی
فائدہ کے واسطے ہم یہان ذکر کردینا ضروری خیال کرتے ہین۔ احادیث مین جہان کہین احکام
بلفظ امر آتے ہین اُنسے ہر جگہ فرضیت ہی سمجھنا ضروری نہین ہے اور اسی طرح جہان کہین
لفظ نہی وارد ہوا ہو تو اس سے حرمت ہی ہر جگہ سمجھنا ضروری نہین ہے احادیث مین
ایک نہین بلکہ دس بیس سے زائد جگہون مین لفظ نہی وارد ہوئی ہے مگر اُس سے حرمت مراد نہین ہے
بلکہ کہین کراہت تحریمی کہین کراہت عادی (تنزیہی) کہین بوجہ طبی نقصانات کے کہین
بوجہ کسی شخص خاص کی مصلحت کے لفظ نہی مروی ہوئی ہے۔ بعض حدیثون مین ایسا بھی
ہوا ہے کہ چند چیزون کی نہی کیگئی ہے جس مین سے بعض حرام بعض مکروہ ہین ہم کثیر احادیث
مین سے صرف دو تین حدیثین مثال کے طور پر لکھتے ہین اور اس سے صرف یہی امر ثابت
کرنا چاہتے ہین کہ لفظ نہی سے بلا کسی دلیل کے حرمت ہی مراد لینا صحیح نہین ہے

نہی عن الشرب فی اٰنیة الذهب والفضة حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی
ونہی عن لبس الذهب والحریر   کے برتن مین شرب سے منع فرمایا ہے اور سونے
ونہی عن جلود النمور ان یرکب علیها۔ ونہی اور ریشم کے پہننے سے منع فرمایا ہے اور چیتے کی کھالون
عن المتعة ونہی عن تشئیل البناء   کی زین بنانے سے منع فرمایا ہے متعہ سے منع فرمایا ہے
نہی ان یمس الرجل ذکرہ بیمینه وان یمشی مکان کو مضبوط و مستحکم بنانے سے روکا ہے مس ذکر بیمینہ سے
فی نعل واحد   نہی عن ان یستقبل مرد کو منع فرمایا ہے ایک جوتہ پہنکر چلنے سے منع فرمایا ہے
القبلة ببول وغائط   نہی عن السوم پیشاب اور پاخانہ کیوقت قبلہ رو ہونے اور قبلہ کیطرف پشت

قبل طلوع الشمس وعن ذبح فتی الغنم۔ کرنیسے منع فرمایا ہے طلوع آفتاب کے قبل سودا چکانیسے اور
جوان بھیڑ کے ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اسکے بعد ہم چاہتے ہین کہ قبہ اور قبر کی بحث سے گذر کر حرمین کے ساتھ جو بدسلوکیان ہوئی
ہین اور خاصکر مدینہ پاک پر جو حملہ کیا گیا ہے اُسکے متعلق بھی ہم چند احادیث ذکر کردین۔

چند احادیث حسب ذیل ہین

فمن احدث فیہا حدثاً او اوی محدثاً فعلیہ جس شخص نے مدینہ مین فتنہ وفساد مچایا یا فتنہ کا قصد
لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لایقبل کیا اسپر اللہ اور ملائکہ اور لوگون کی لعنت ہے اور اللہ
منہ صرف ولا عدل (بخاری) اسکے کسی نفل وفرض کو قبول نہ کریگا۔

لایکید اھل المدینۃ احد الا انماع کما ینماع مدینہ والون سے جو شخص فریب کرتا ہے وہ اسطرح
الملح فی الماء (بخاری) گھلتا ہے جسطرح نمک پانی مین۔

من اراد اھل ھذہ البلدۃ بسوء اذابہ جو شخص مدینہ والونسے برائی کا ارادہ کرتا ہے اللہ
اللہ کما یذوب الملح فی الماء ولہ فی روایۃ اسکو اسطرح گھلاتا ہے جسطرح نمک پانیمین اور
لا یرید احد اھل المدینۃ بسوء الا دوسری روایت مین وعید اسطرح ذکر ہے اللہ
اذابہ اللہ فی النار ذوب الرصاص او اُسکو پگھلاتا ہے جسطرح رانگہ آگ مین اور
ذوب الملح فی الماء (مسلم) نمک پانی مین۔

ایما جبار اراد فی المدینۃ بسوء اذلہ اللہ جس ظالم نے مدینہ مین برائی کا ارادہ کیا اسکو اللہ

كما يذوب الملح فى الماء (الجنيد)	اسطرح پگهلا دیگا جسطرح نمک پانی مین -
اللهم اكفهم من دهمهم يعنى اهل المدينة	اے اللہ مدینہ والونکو ان لوگوں سے محفوظ رکھ جو انکو تکلیف پہنچائے
ولا يريدها احد بسوء الا اذابه الله كما	اور جو انکے ساتھ برائی کا ارادہ کریگا اللہ اسکو پگہلا دیگا
يذوب الملح فى الماء (للبزار)	جسطرح نمک پانی مین گھلتا ہے - (بزار)
عن سعيد بن المسيب ان رسول الله	سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلى الله عليه وسلم اشرف على المدينة	صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے ہاتھ
حتى دعا فقال اللهم من	اٹھا کر دعا مانگی اور فرمایا اے اللہ جو میرے اور میرے
ارادني و اهل بلدي بسوء فعجل هلاكه	شہر والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے اسکو تو جلد ہلاک کر
(لابن زبالہ)	(ابن زبالہ)
من اخاف اهل المدينة اخافه الله يوم	جو شخص مدینہ والوں کو ڈرائیگا اللہ قیامت کے دن اسکو
القيامة وغضب عليه ولم يقبل منه صرف	ڈرائیگا اور اپنا غضب اسپر نازل فرمائیگا اور کسی
ولا عدل (اوسط طبرانی)	فرض و نفل کو اس شخص کے نہ قبول کرے گا۔
عن جابر ان اميرا من امراء الفتنة	جابر روایت کرتے ہین جب انکی بینائی جاتی
قدم المدينة وكان قد ذهب بصر جابر	رہی تھی اور امراء فتنہ مین کا ایک امیر مدینہ منورہ
فقيل لجابر لو تنحيت عنه فخرج يمشي	مین آیا مجھسے کہا گیا کہ اگر مین گھر مین بیٹھ رہون
بين ابنيه فنكب فقال تعس من اخاف	(نماز کی ادائیگی کیلئے مسجد نہ جاؤن) تو بہتر ہے
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابناه	جابر ایک روز اپنے مکان سے نکلے اور آپکے صاحبزادے

من الاعلام فتعبیرہ بقولہ — کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ھو افضل موضع بمکۃ
وقیل ھو افضل موضع بمکۃ — بعد المسجد کا قیل کی لفظ سے ماتن کا ذکر کرنا صحیح
بعد المسجد لیس فی محلہ — نہیں ہے۔
اذ لم یعلم خلاف فی حکمہ

اس لیے کہ اس حکم میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مولد فاطمہ ایک متفق علیہ زیارت گاہ ہے اور سلف اور خلف میں سے کسی کو اس امر میں اختلاف نہیں ہے کہ یہ مقام مکہ معظمہ میں مسجد حرام کے سوا سب سے افضل ہے یہاں تک کہ ملا علی قاری ماتن کے قول "قیل" پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں "قیل" سے اشارہ اختلاف اور ضعف کا ہے حالانکہ محققین نے تصریح کی ہے کہ ہر جگہ قیل تضعیف اور تقلیل کے لیے نہیں ہے۔

مولد نبوی اسی کتاب میں ہے کہ مولد نبی کی زیارت مستحب ہے باوجودیکہ اس امر میں اختلاف ہے کہ وہ مقام جو جمہور کے نزدیک مولد النبی ہے وہی واقع میں مولد ہے لیکن استحباب زیارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ قول مختار یہی ہے کہ جہاں قبہ مولد بنا ہوا تھا وہی مولد النبی ہے اگرچہ بعض اختلاف کریں لکھتے ہیں:۔

ومولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو — مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی ایک مشہور گھاٹی
فی الشعب المعروف بمکۃ علی خلاف — میں ہے مگر اس کے مولد ہونے میں اختلاف ہے جیسا
فی کونہ مولدہ صلی اللہ علیہ — کہ میں نے اس کو مورد الروی فی مولد النبی

وصلو علی ما بنیتہ فی مورد الدرمی فی مولد النبی میں بیان کیا ہے۔

مولد علیؓ۔ مولد علی کی بھی زیارت مستحبات سے ہے اور خلفاً عن سلف برابر لوگ اسکی زیارت کرتے رہے اسکی بھی تصریح ملا علی قاری نے کی ہے۔ اس مقام پر بھی ایک قبہ کی مسجد بنی ہوئی ہے اور وہ غالباً گھرنے سے بھی رہ گئی ہے۔

دار ابی بکر الصدیق۔ دار ابی بکر الصدیق زقاق حجر میں ہے اسجگہ دو پتھر ہیں ایک حجر متکلم اور دوسرا حجر متکی، اسکی زیارت بھی مستحب ہے

دار ارقم اسکی بھی زیارت مستحب ہے معلوم ہوا ہے کہ یہ بھی مسجد تھی اور منہدم کردی گئی ہے اسکے متعلق ملا علی قاری لکھتے ہیں :۔

ودار الارقم وهو مسجد عند الصفا و فيه اسلم عمر رضی الله عنه وكمل الاربعين وحصل به عز الدين ونزل يا ايها النبي حسبك الله ومن اتبعك من المومنين

دار ارقم صفا کے پاس ایک مسجد ہے اور یہی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام نے لاکر یہاں مسلمانوں کی چالیس کی تعداد پوری کی جسکی وجہ سے دین کو عزت حاصل ہوئی اور یہیں آیت یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین نازل ہوئی

غار جبل ثور جبل ثور کے جس غار میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پوشیدہ ہوئے اور جہاں آیۂ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار نازل ہوئی اسکی بھی زیارت مستحب ہے کتاب مذکور میں ہے :۔

وغار جبل ثور هو الذی فی القرآن ذكره اور غار جبل ثور کی زیارت مستحب ہے اور وہ غار ہے جسکا قرآن میں ذکر

وہ سوال یہ ہے!

براہ کرم آپ بتائیں کہ قبہ اور روضۂ اطہر سرکار رسالت کا آپکے نزدیک ہدم اور گرا دینا اہم ترین فرض اسلامی ہے۔ یا جائز ہے یا حرام یا مکروہ اگر حرام یا مکروہ ہے تو براہ کرم دلیل حرمت یا کراہت بھی مذکور فرمائیگا۔ اور اگر آپ جائز یا فرض سمجھتے ہیں تو جواب دینا کافی ہے دلیل کی ضرورت نہیں ہے فقط

مکہ معظمہ کے مزارات اور موالد شریعت اور فقہ اسلام کی روشنی میں

حق و باطل کا فیصلہ

(از مولوی سید اعجاز علی صاحب صاحبزادۂ اجمیر شریف)

اس عرصہ میں اکثر احباب نے زبانی متعدد بار بلکہ قریب قریب ہر ڈاک میں ایک نہ ایک خط کے ذریعہ سے ہمارے اکابر اور دیگر علمائے کرام سے مزارات اور مولد کے قبوں کے انہدام کے متعلق مذہبی فتوی طلب کیا ہے۔ قبروں پر عمارت کی تعمیر اور قبوں کے بنانے کے متعلق صحیح احادیث میں ممانعت کے احکام بیان کیے جاتے ہیں۔ انکی تفصیل کے لیے ایک مبسوط مضمون کی ضرورت ہے۔ میں سردست یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن مقامات کو

مزارات اور موالد کی حیثیت سے مقدس اور برگزیدہ اشخاص سے نسبت دی جا رہی ہے انکے متعلق فقہا بالعموم اور فقہائے حنفیہ بالخصوص کیا تحریر فرماتے ہیں اور پختہ اور شاندار تعمیر چاہے پانچویں صدی میں ہو یا اسکے قبل یا اسکے بعد۔ یا پہلے فتنہ وہابیہ کے وقوع ہونے کے بعد ہو یا اب پھر خدا نے چاہا اس فتنہ کے دور ہونے کے بعد ہو۔ اور بنانیکی کوئی غرض ہو چاہے نام و نمود ہو یا اخلاص، مطلب رضائے الٰہی ہو، مسلمانوں کی نیت کے کھوج سے قطع نظر کرکے اور حسن ظن رکھتے ہوئے، یا بدظنی کرکے۔ بہرحال اس بارے میں فقہاء کا قول معتبر ہے نہ کہ مورخوں کا۔

مولد فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ ہم پہلے مولد سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق از روئے فقہ حکم لکھتے ہیں یہی وہ مقام ہے جسکو بیت سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کہا جاتا ہے۔ ملا علی قاری رح اپنے منسک میں تحریر فرماتے ہیں۔

ويستحب زيارة بيت سيدتنا خديجة الكبرى رضي الله عنها وهو الذي ولدت فيه فاطمة الزهراء رضي الله عنها وهو مسكن رسول الله صلى الله عليه وسلم مقيما فيه حتى هاجر منه وهو افضل موضع مكة بعد المسجد الحرام على ما قاله الطبراني وغيره

سیدتنا خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے دولتکدہ کی زیارت مستحب ہے یہی وہ گھر ہے جس میں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں یہ مسکن ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسی میں آپ تشریف فرما رہے یہانتک کہ اسی گھر سے آپنے ہجرت فرمائی۔ یہ گھر مقامات مکہ میں مسجد حرام کے بعد سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے جیسے کہ مشاہیر میں سے طبرانی وغیرہ

او احدهما يا ابت وكيف اخاف رسول الله
صلى الله عليه وسلم وقد مات فقال
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول من اخاف اهل المدينة فقد اخاف
ما بين جنبي (لابن حبان والاحمد)

من اذى اهل المدينة اذاه الله وعليه
لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا
يقبل منه صرف ولا عدل (فى الكبير للطبراني)

ابن زبير مرفوعا المدينة مهاجري وفيها
مضجعي ومنها مخرجي حق على امتي حفظ
جيراني فيها من حفظ وصيتي كنت له
شهيدا يوم القيامة ومن ضيعها اورده
الله حوض الخبال قيل وما حوض الخبال
يا رسول الله قال حوض من صديد اهل
النار وفي مدارك العباس قال محمد بن

آپکے دونین بائین تھا کہ اُس امیر نے یا کسی شخص نے
آپکو دھکا دیا جابر نے کہا افسوس کس شخص نے
خوف دلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے
دونون صاحبزادون نے یا ایک نے پوچھا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا چکے ہین انکو کس طرح
خوف دلایا جاویگا آپنے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جس شخص نے مدینہ والونکو ڈرایا اُسنے مجھکو ڈرایا۔

جو شخص اہل مدینہ کو تکلیف پہنچائیگا اللہ اسکو تکلیف پہونچائیگا
اسپر خدا و ملائکہ اور لوگونکی لعنت ہے اور اللہ اسکے
کسی فرض و نفل کو نہ قبول کریگا۔

ابن زبیر مرفوعا روایت کرتے ہین کہ مدینہ میری
ہجرت گاہ ہے اور اسمین میری خوابگاہ ہے اور اُسی سے
مین نکلونگا میری امت کیلیے ضروری ہے کہ میرے
جیران کی حفاظت مدینہ مین کرے جس شخص نے میری
وصیت پر عمل کیا قیامت کے دن مین اسکا گواہ
ہونگا اور جو اس وصیت کو رائگان کریگا اللہ قیامت
کے دن اُس شخص کو حوض خبال پر لائیگا صحابہ نے پوچھا

مسلمة سمعت مالكا يقول دخلت على
المهدي فقال اوصني فقلت اوصيك
بتقوى الله وحده والعطف على اهل بلد
رسول الله صلى الله عليه وجيرانه فانه
بلغنا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال المدينة مهاجري ومنها مبعثي و
بها قبري واهلها جيراني وحقيق على امتي
حفظ جيراني فمن حفظهم في كنت له
شفيعا وشهيدا يوم القيامة ومن
لم يحفظ وصيتي في جيراني سقاه الله
من طينة الخبال۔

گیا یا رسول اللہ حوض خبال کون حوض ہے آپنے
فرمایا کہ وہ دوزخیون کا حوض ہے۔
مدارک عیاض مین ہے کہ محمد بن سلمہ نے کہا کہ مین نے
مالک کو کہتے سنا ہے کہ مین (امام مالک) مہدی کے پاس
گیا اور اس نے کہا مجھکو کچھ وصیت کر د انھون نے
کہا کہ مین تمکو صرف یہ وصیت کرتا ہون کہ خدا سے
ڈرو اور مدینہ کے باشندون کے ساتھ مہربانی سے
پیش آؤ اسلیے مجھکو یہ حدیث پہونچی ہے کہ حضور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میری ہجرتگاہ ہے
اور اسی سے میری بعثت ہے اور اسی مین میری قبر ہے اور اسکے
باشندے میرے جار ہین پس میری امت کو لازم ہے کہ
میرے جار کی نگہبانی کرین پس جس شخص نے میری امت
مین سے میرے جار کی حفاظت کی اسکی شفاعت قیامت
کے دن مین کرونگا اور جو شخص میرے جار کی حفاظت
نکریگا اسکو اللہ تعالیٰ طینتہ الخبال کی مٹی کھلائیگا یعنی عذاب کریگا۔

آخر مین ہم مولانا فاروقی صاحب سے صرف ایک سوال دریافت کرنا چاہتے ہین اور غالباً اسکے جواب سے
بہت کچھ غلط فہمیان اور شکوک دفع ہو سکینگے۔

ثانی اثنین اذ ہما فی الغار — ثانی اثنین اذ ہما فی الغار سے کیا گیا ہے

غار جبل حرا جبل حرا کے غار مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم چلہ کشی فرماتے تھے اور آیہ اقرأ اسمین نازل ہوئی اور شق صدر بھی اسی جگہ مروی ہوا ہی اسکی بھی زیارت مستحب ہے۔

وکان صلی اللہ علیہ وسلم یتعبد فیہ — غار جبل حرا مین قبل مبعوث ہونیکے حضرت صلی اللہ علیہ
متحنث لاتبنی الرسالۃ واول ما نزل علیہ — وسلم تنہا عبادت فرماتے تھے اور یہین پہلی وحی آپ پر
فیہ اقرأ باسم ربک الذی خلق الآیات — نازل ہوئی وہ اقرأ باسم ربک الذی خلق کی آیتین ہیں
وقد روی ابو نعیم ان جبرائیل — اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ جبرئیل اور میکائیل
و میکائیل شقا صدرہ — (علیہما السلام) دونون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
وغسلاہ ثم قالا اقرأ باسم — کا سینہ مبارک چاک کیا اور اسکو دھویا۔ پھر
ربک الذی خلق وکذا — دونون نے آپسے اقرأ باسم ربک الذی خلق پڑھنے
روی شق صدرہ الشریف — کو کہا۔ طیالسی اور حارث دونون نے اپنے اپنے سند
ہنا ایضا الطیالسی — مین اسی جگہ سینہ مبارک کے چاک کیے جانیکو
والحرث فی مسندیہما علی ما ذکرہ — روایت کیا ہے جیسا کہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ
القسطلانی فی المواہب اللدنیۃ — مین ذکر کیا ہے۔

مسجد الرایہ مسجد رایہ مین بھی نماز پڑھنا مستحب ہے اور اسکی زیارت کرنا بھی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہان نماز پڑھی ہے۔ اسکو بھی ملا علی قاری نے لکھا ہے سنا جاتا ہے کہ یہ مسجد بھی منہدم کی گئی ہے۔

مسجد جن - یہ وہ مقام ہے کہ جہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنون سے ملے اور انھون نے آنحضرت سے قرآن سُنا اور یہ بھی احتمال ہے کہ جہان یہ مسجد بنی ہوئی تھی وہان پر عبداللہ ابن مسعود کو لیلۃ الجن میں چھوڑ دیا تھا اور اُنکے گرد ایک خط کھینچ دیا تھا کہ اس جگہ بیٹھے رہین یہان سے باہر نہ نکلین جیسا کہ ملا علی قاری نے لکھا ہے ہمین حیرت ہے کہ بعض لوگون نے مسجد جن کی بے اعتباری کی غرض سے دو واقعے جنون کے لکھ کے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ جہان مسجد جن ہے وہ ان دونون واقعات کی جگہ نہین نہین ہے۔ نخلہ اور مدینہ منورہ کے اندر جنون کی ملاقات کو منحصر سمجھتے ہین حالانکہ علامہ ابن تیمیہ سے آلوسی بغدادی نے نقل کیا ہے کہ چھ مرتبہ جنون کا قصہ پیش آیا ہے۔ دو مرتبہ کی نفی سہی چار مرتبہ اور بھی باقی رہتے ہین یہان قصۂ جن پر گفتگو کرنا نہین ہے اس مسجد کے مخدوم کرنے پر افسوس ہے کہ جو موسوم بہ مسجد جن ہے اور جسکی زیارت فقہائے حنفیہ نے جائز سمجھی ہے۔ علاوہ ان زیارتگاہون کے جن مساجد کا توڑا جانا مسموع ہوا ہے جبل ابی قبیس کی مسجد ہے اور مسجد تنعیم اور مسجد کبش ہے یہ سب ایسی ہین کہ جنکی زیارت مستحب ہے اور سادر اُنکی اصلیت کتب علماء مین موجود ہے۔

قربانگاہ سمٰعیل مسجد کبش ہے عوام کہتے ہین کہ اسمین سورۂ کوثر نازل ہوئی ممکن ہے کہ اُنکا قول غلط ہو لیکن فضائل مین روایت ضعیف معتبر ہے کسی بقعہ کی فضیلت جبکہ مشہور ہو گئی ہو اور خلفاً عن سلفٍ مروی ہو تو اُسکے انکار کی کوئی وجہ نہین اور پھر سورۂ کوثر کا مکرر نازل ہونا بھی محقق ہے۔

قبر حضرت آمنہ - کہا جاتا ہے کہ قبر حضرت آمنہ مقام ابوا میں ہے اور جسجگہ قبہ اور قبہ بنا ہوا ہے وہ مقام ابوا نہیں ہے حالانکہ مقام ابوا کی تعیین میں اختلاف ہے جو لوگ اُس قبر کو جو حضرت آمنہ کے نام سے ہونا تسلیم کرتے ہیں اُنکے نزدیک یہی ابوا ہے حضرت موسے علیہ السلام کی قبر شریف میں اختلاف ہے حدیث میں کوئی جگہ بتائی گئی ہے اور مشہور کسی جگہ ہے اور قبہ اور قبر کہیں بنی ہوئی ہے۔ حضرت عمر نے نہ وہ قبر کھودی اور نہ اُسکی عمارت - اسلیے کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہی مقام قبر ہے۔

مقبرہ بنو ہاشم - ایک حصہ جنت المعلے کا ہے جہان حضرت عبد مناف اور حضرت عبد المطلب اور جناب ابو طالب کی قبریں ہیں اسجگہ کہا جاتا ہے کہ یہ سب کفار تھے اسلیے انکی قبریں کھدوائی گئیں - اول تو کفار کی قبور کا کھودنا بھی بلا ضرورت ثابت نہیں ہے دوسرے ان حضرات کا کفر متفق علیہ نہیں ہے۔ عبد مناف اور عبد المطلب کے بیان کیلیے تورسالہ علامہ سیوطی وغیرہ دیکھنا چاہیے اور ابو طالب کے ایمان کیلیے اسنی المطالب فی ایمان ابی طالب ملاحظہ کرنا چاہیے۔

مزارات معلے جنت معلے کی زیارت بھی مستحب ہے اور یہان صحابہ اور تابعین مدفون ہیں لیکن ہم لوگون کے نزدیک بالیقین کوئی قبر کسی صحابی یا صحابیہ کی معین نہیں ہے اگرچہ مثل حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مزار کے بعض خوابوں اور کشفوں سے تعیین کر لیگئی ہے لیکن جسطرح اس بات کا احتمال ہے کہ قبر میں فلان مخصوص شخص کی نہیں ہے اسی طرح یہ بھی قطعی نہیں ہے کہ وہان وہ مدفون نہیں ہے

ایسی صورت مین قبرون کا انہدام یا اُنپر جو قبے بنے ہوے ہین اُنکا انہدام امر شرعی نہین ہے اس جگہ چند باتین لکھدینا ضروری ہین اولاً علماء کا اتفاق ہی کہ مسلمانون کی عزت مردہ اور زندہ حالت مین برابر ہے۔ محقق علامہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر تحریر فرماتے ہین۔

الاتفاق علے حرمۃ مسلم میتہ کحرمتہ حیا۔ یہ امر متفق علیہ ہے کہ مردہ مسلمان کی عزت زندہ کی سی ہے۔

اور حدیث شریف مین ہی۔

کسر عظم المیت واذاہ ککسرہ حیا۔ مردے کی ہڈیون کو توڑنا اور اسکو تکلیف پہونچانا مثل زندہ کی ہڈیون کے توڑنیکے ہی۔

اسکو امام احمد حنبلؒ ابو داؤد اور ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور بعض روایتون مین اس طرح ہے۔

المیت یوذیہ فی قبرہ مایوذیہ فی بیتہ مردکو وہی چیزین تکلیف پہنچاتی ہین جو اسکو مکان مین تکلیف پہونچاتی ہین اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین۔

اذی المومن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ۔ مومن کو مرنے کے بعد اذیت دینا ویسا ہی ہی جیسا اسکی زندگی مین اسکو اذیت دینا۔

ایسے ہی آثار اور نصوص ہین جنسے علماء نے اتفاق کیا ہی کہ مردون کو اُن چیزون سے اذیت ہوتی ہے جن چیزون سے زندون کو۔

دوسری بات یہ ہو کہ گنبد بنانا ایسی جگہ جہان قبر نہ ہو غالباً کسی کے نزدیک بھی ناجائز نہ ہوگا اور اگر قبر پر گنبد ہو تو وہابیون کے نزدیک کھود ڈالنا چاہیئے۔ ساتھ ہی اسکے یہ بھی معلوم ہو کہ جھوٹی قبر کی زیارت ناجائز ہے۔ احادیث سے ایسی زیارت کی حرمت ثابت ہوتی ہے جہان قبر بغیر مقبور کے ہو تو اب ہمکو حیرت ہو کہ جہان حضرت خدیجہ کی قبر تھی وہان کا قبہ کیون کھودا گیا اور قبر کیون باقی رکھی گئی۔ ہمکو معلوم ہوا ہے کہ قبرین نہین صرف قبون کو اُتارا گیا ہے۔ اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ قبور یقیناً مقبورین کرام کی ہین تو اُنکی بیحرمتی ہوئی اور اگر وہ قبور بے اعتبار ہین اور اُنمین مقبورین کرام نہین ہین تو پھر اُنپر جو قبہ بنا ہوا تھا وہ چاہے کھودا جاتا یا نہ کھودا جاتا قبرون کو کھودنا لازم تھا۔

تیسری بات یہ ہو کہ ہمارے علماء کے نزدیک تو ایسے مقام پر نہ قبر کھودی جائیگی نہ قبہ کے اُتارنے کی ضرورت ہو بلکہ عوام کو اُنکی غلطی سے مطلع کیا جائیگا اسواسطے کہ ممکن ہے کہ وہ قبر اُسی مخصوص بزرگ کی ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی ہو ایسی ٹھہریان ہون یا نہون سب حالتوںمین بجز نبش قبور جواز کی کوئی وجہ نہین ہے وہ ناجائز ہے۔ خزانۃ الروایۃ مین ہو۔

واذا صار المیت ترابا فی — جب میت قبر مین مٹی ہو جاوے
القبر یکرہ دفن غیرہ فی — تب بھی کسی دوسرے کا اُسکی قبر مین دفن کرنا
قبرہ لان الحرمۃ باقیۃ — مکروہ ہے کیونکہ حرمت باقی ہے

ولا یجوز لاحد ان یبنی فوق القبور اور نہین جائز ہے کسی کے لیے کہ قبرون پر بیتا و مسجداً الا ان موضع القبر گھر بنائے یا مسجد کیونکہ قبر کی جگہ مقبور کا حق المقبور و لہذا لایجوز نبشہ (انتہی کا حق ہی اور اسی لیے اسکی قبر کا کھودنا درست مختصراً) نہین (انتہی مختصراً)

اس جگہ ضروری ہے کہ ہم ظاہر کردین کہ بعض فقہا مثل علامہ زیلعی کی لکھتے ہین

ولو بلی المیت وصار تراباً اگر میت ریزہ ریزہ ہوجاوے اور بالکل خاک ہوجاتے جاز دفن غیرہ فی قبرہ تو اسکی قبر مین دوسرے کا دفن کرنا اور اسپر کھیتی کرنا وزرعہ والبناء علیہ اور گھر بنانا درست ہے۔

مگر علامہ شرنبلالی نے امداد الفتاح مین علامہ زیلعی کے اس قول کی رد کی ہی اور لکھا ہی ویخالفہ ما فی التتارخانیۃ زیلعی کے قول کے مخالف تتارخانیہ کا یہ اذا صار المیت تراباً فی قول ہی کہ جب میت خاک ہوجاوے قبر مین مکروہ القبر یکرہ دفن غیرہ فی قبرہ ہے کسی دوسرے کا اُسکی قبر مین دفن کرنا کیونکہ لان الحرمۃ باقیۃ حرمت باقی ہے۔

ظاہر ہے یہ معلوم ہوجانا کہ میت کے سب اجزا قبر مین مٹی ہوگئے ہین بغیر کھودے نہین ہوسکتا اور بغیر اس علم قطعی کے قبر کھودی نہین جاسکتی اسی کے ساتھ یہ بھی ملحوظ رہے کہ میت کو اذیت دینا شرعاً ممنوع ہے لہذا کھودنے کی کوئی صورت معقول نہین ہے۔

اس جگہ ایک فائدہ کیطرف اشارہ کرنا ضروری ہو وہ یہ کہ عام طور پر قبہ وغیرہ بنانیکے عدم جواز بلکہ انہدام پر ایک حدیث نقل کیجاتی ہو اور اس حدیث کے سوا کوئی حدیث یا آیت قرآن مانعین کے پاس نہیں ہے مگر وہ حدیث اُنکی رعا کے لیے کسی طرح کافی نہیں ہے نہ فقہا کا قول دیگر رہا البناء علیہ اُنکے لیے مفید ہو اسواسطے کہ صاف ظاہر ہے کہ مراد بناء علے القبر سے عین قبر کے اوپر عمارت بنانا ہے نہ کہ اُس کے گرد اگرد کوئی مکان بنانا اور وہ بھی متصل اسطور پر کہ حق مقبور اُس سے تلف ہو لہذا جو لوگ اس حدیث یا ایسی عبارات فقہیہ سے استدلال کرتے ہیں اُنکو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ استدلال اقل درجہ احتمال کی وجہ سے باطل ہو افسوس ہے کہ ایسے ہی استدلالات پر مقامات مقدسہ مساجد اور مقابر کا کھودنا جائز کیا جا رہا ہے بلکہ فرض اور واجب بتایا جاتا ہے اور قبوں کا بنانا حرام، کفر اور شرک کہا جاتا ہے اور عوام کے عقائد بگاڑے جاتے ہیں۔ وہابیوں کی ایک طرف تو برائت کیجاتی ہو کہ اُنھوں نے قبروں کو نہیں توڑا اور دوسری طرف اُن قبروں کو لا اصل بتایا جاتا ہے جو اگر لا اصل ہیں تو کھودنے کے قابل ہیں اور پھر وہابیوں کو پابند شریعت سمجھا جاتا ہے۔

ابن سعود کے اس فعل کی تائید کیجاتی ہے کہ اُنھوں نے مساجد کو منہدم کیا اور پیکر اسلام مجسمۂ سنت حضرت سیدنا فاروق کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی نصیحت کیجاتی ہے جنھوں نے بزعم خود شجرۂ رضوان پر کلہاڑی چلائی تھی اور اسپر غور

نہین کیا جاتا ہے کہ شاداب، سرسبز اور سایہ دار درختون کے کھودنے کی احادیث مین ممانعت ہے اور یہ بھی قصہ اسی طرح حضرت عمر کی طرف منسوب ہے جیسے کتبخانۂ اسکندریہ کا جلانا مگر افسوس اس فعل عمری اور سنت فاروقی کی طرف توجہ نہین دلائی جاتی ہے جو مقابر انبیا کے ساتھ تھی اور باوجود انکی اختلاف رائے کے وہ باوجود یکہ اسکے کہ وہ مساجد وہ مآثر سے تھے۔ انہدام نہین کیے گئے۔ کنز العمال کو دیکھنا چاہیئے معلوم ہوگا کہ حضرت عمر نے اس مسجد مین نماز نفل پڑھنے پر اعتراض کیا تھا جہان آنحضرت نے کبھی نماز پڑھی تھی اور اسکی وجہ سے صحابہ و تابعین وہان نماز ادا کرتے تھے مگر وہ مسجد نہین کھودی۔ ایسے ہی قابل غور ہے جو کہا جاتا ہے کہ امام شافعی رہ نے امرا سے انہدام قبون کا روایت کیا ہے حالانکہ قبون کے بارے مین خود انکا مسلک ہے کہ اگر موقوفہ زمین مین قبہ ہو تو کھودا جائے گا کیونکہ اسکا بنانا حرام ہے ورنہ مکروہ ہے۔ اسجگہ اتنا ہی لکھنا کافی ہے۔ انشاء اللہ آئندہ اسکی اور تحقیق کیجائیگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا سورتی کے مضمون پر ایک نظر

جناب مولانا عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی کے مضمون مندرجہ ہمدرد کے جو جوابات بیلر ردین شایع ہوئے ہین اس مضمون مین پوری تحقیق کے ساتھ اسکا جواب دیا گیا ہے کہ غالباً اسکے بعد متلاشیان حق کے لیے تحقیق حق ہو جاویگی۔

اخبار ہمدرد مین قبہ وغیرہ کی بحث پر اولاً مولانا فاروقی صاحب نے ایک مضمون تحریر فرمایا
تھا جسکا جواب مین نے لکھا اور ہمدرد و ہمدم مین شایع کر دیا گیا۔ میری خوش قسمتی ہے
کہ میری تردید کے لیے ایک مضمون کافی نہ ہوا اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے
بعد تیسرا تین مضامین شایع ہوے اور پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ ابھی اور مضامین بھی
سپرد قلم کیے جائینگے مجھکو افسوس ہی کہ جس متانت کی امید مجھے مضمون نگاران ہمدرد سے تھی
وہ صحیح ثابت نہین ہوئی اور طعن آمیز جملون اور ذاتی حملون سے بھی احتیاط کرنے مین صرف
رکھا گیا۔ ناظرین میرے مضمون اور انکے جوابون کو براہ کرم سامنے رکھکر ایک مرتبہ
پھر پڑھین اور انصاف کرین کہ ایک فرنگی محلی کٹھ ملا اور ایک روشن دماغ تعلیمیافتہ
کے طرز تحریر مین کیا فرق ہی۔ مجھکو افسوس ہی کہ مین ایسے الفاظ کا جواب دینے سے
قاصر ہون البتہ نفس مضمون کے ضروری اعتراض کا جواب محض اس لیے دینا چاہتا
ہون کہ شاید اصلاح ہو جاوے وما ارید الا الاصلاح ما استطعت و
ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

مجھے حیرت ہے کہ میرے جواب دینے والے دو صاحبون مین آپسمین بہت اختلاف رائے
ہے اسکو مین کسطرح رفع کرون مولوی عبدالماجد صاحب کے خیال مین مین نے کوئی
ایجابی اور اثباتی دعوی نہین کیا اور مولانا سورتی صاحب مجھکو جواز کا مدعی خیال
فرماتے ہین اور سب سے زائد یہ لطف ہی کہ اسی پر بس نہین بلکہ درمختار کی محتمل عبارت
کو میری بہت بڑی دلیل خیال فرماتے ہین۔ بہرحال اسکا فیصلہ تو ہم انھین دونون

پر چھوڑتے ہین لیکن اپنے دونون کرمفرماؤن سے اتنا ضرور گذارش کرتے ہین کہ وہ میرا مضمون پڑھتے ہوے شاید اس امر کو ملحوظ نہ رکھ سکے کہ میرا مضمون مولانا فاروقی کے جواب مین تھا اور ابتدائی نہ تھا اسلیئے مین نے اُسکی تنقید پر اکتفا کی ہے اور نہ تو کسی اپنے دعوے کو مصرح کیا اور نہ اُسکے دلائل لکھے ہین۔ میری حیرت کی کوئی انتہا نہین رہتی جب مین یہ دیکھتا ہون کہ مولانا سورتی صاحب نے یہ فرض کرلیا ہے کہ مین نے جواز قبہ وغیرہ پر دو دلائل لکھے ہین۔ پہلے درمختار کی عبارت اور دوسرے شامی کی عبارت اور اسی پر مجھکو ناز ہے۔ مولانا میری عبارت کو پڑھین اور انصاف فرماوین کہ آیا مین نے یہ عبارتین مولانا فاروقی پر الزام دینے کے لیے پیش کی ہین یا انکو اپنے دلائل مین شمار کیا ہو۔ شاید میرے مضمون کا آخری حصہ مولانا کی نظر سے محروم رہا جسمین مین نے وہ عبارتین تحریر کی ہین جو مولانا فاروقی کے خلاف تھین اگر مولانا سورتی ان عبارتون کو میری جانب منسوبکردہ دعوے کی دلائل سمجھتے تو اسکی تو وجہ بھی ہوسکتی تھی مگر درمختار کی عبارت کو میری دلیل قرار دینا سراسر زیادتی ہے اور نہ اسکے باطل کردینے سے منسوب کردہ دعوے پر کوئی اثر پڑتا ہو۔ مولانا سورتی کا پورا مضمون صرف اسی امر کی تردید مین ہو کہ درمختار اور اسکے حواشی کی عبارت میرے دعوے کی دلیل بننے کی صلاحیت نہین رکھتی۔ بالفرض تھوڑی دیر کے لیے مین تسلیم کرلون کہ یہ دونون عبارتین اُس دعوے کو ثابت کرنے سے قاصر ہین جو مولانا سورتی میری جانب منسوب کرتے ہین تو کیا اس سے مولانا فاروقی کا دعوے

ثابت ہوجائیگا۔ مین واضح طور پر مولانا سورتی کو بتانا چاہتا ہون کہ واقعہ یہ ہے کہ مولانا فاروقی صاحب نے اپنے دعوے یعنی حرمت قبہ وغیرہ کے متعلق درمختار کی عبارت پیش فرمائی تھی مین نے اُسپر اعتراض کیا کہ مولانا فاروقی کو چاہیئے تھا کہ وہ پوری عبارت تحریر فرماتے اور جو جملہ کہ بظاہر اُنکے مخالف تھا اسکو نہ چھوڑتے یا فیتا تھا کہ اُسکی تردید بھی کردیتے۔ اب مولانا فاروقی کی پیش کردہ عبارت کو مولانا سورتی زبردستی میری دلیل قرار دیتے ہین۔ اسی طرح مولانا فاروقی کے اوپر مین نے یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ وہ حاشیہ درمختار کی عبارت بھی دیکھ لیتے تو اچھا تھا جسمین استحباب کو بیان کیا ہے مولانا سورتی صاحب اوسکو بھی میری دلیل قرار دیتے ہین۔

مین اس طریقۂ استدلال کو سمجھنے سے قاصر رہا۔ مولانا سورتی نے میرے طویل مضمون مین صرف یہی جگہ اپنے خیال مین مخدوش پائی اور اسکی تردید فرماتے ہوے بقیہ کے واسطے دوسرے مضمون کا منتظر رکھا۔ اس ضمن مین مولانا نے یہ بھی کوشش فرمائی ہے کہ میرے اُن اعتراضات کے مقابل مین جنمین یہ دکھایا گیا کہ مولانا فاروقی سے نقل عبارت مین تسامح ہوگیا اور مین اسکو مولانا فاروقی کی دیانت پر حملہ کیے بغیر عجلت پر محول کرتا ہون (ہمدرد ۸ ستمبر) مولانا سورتی نے مجھپر بھی نقل عبارات مین کئی جگہ تصرف کا الزام دیا ہے۔ مولانا سورتی تحریر فرماتے ہین کہ

(۱) دلیل اول جو مولانا فرنگی محلی نے پیش کی یہ ہے

و فی الاحکام عن الجامع الفتوی ....

قیل لا یکرہ البناء اذا کانت المیت
من المشائخ والعلماء والسادات

مین نے یہ عبارت ان لفظوں مین در مختار کے حاشیہ مین نہین پائی خدا جانے عبارت کے نقل کرنیمین خود مولانا سے سہو ہوگیا یا کوئی اور بات ہوئی اصلی عبارت یون ہے۔

وفی الاحکام عن الجامع الفتاوی و
قیل لا یکرہ البناء اذا کان المیت من الخ۔

مجھکو دونون عبارتون مین تین حرفون مین صرف فرق معلوم ہوا پہلے فتاوی کی جگہ فتوی لکھا ہے دوسرے قیل کے پہلے مین نے واو چھوڑ دیا ہے تیسرے مین نے کان کے بعد ت بڑھا دی ہے یعنی مذکر کے بجائے مونث کا صیغہ لکھدیا ہے مین مولانا سورتی ہی پر اسکا انصاف چھوڑتا ہون کہ بالفرض اگر یہ تینون تصرف مین نے بالقصد بھی کیے ہین تو اُس سے نفس بحث پر کیا اثر پڑا کیا جو عبارت مولانا سورتی نے لکھی ہے اُس سے میرا پیش کردہ اعتراض دفع ہوگیا، کچھ کمزور ہوگیا، کچھ خلل پذیر ہوگیا۔ بظاہر تو ایسا نہین ہے تو پھر خدا کیواسطے مولانا سورتی فرمائین کہ ان لفظی غلطیونکی گرفت احقاق حق کے واسطے کیا مفید نتیجہ پیدا کرتی ہے اسکے بعد مولانا مجھسے یہ بھی سُنین کہ آپین سوا سے واو کے رہ جانے کے (جس سے کوئی تغیر معنی مین نہین ہوتا ہے) واقعتاً نقل مین کوئی غلطی بھی نہین ہے ہمدرد مین مولنا دیکھین مجھکو تو کانت کی بجائے کان ہی چھپا ہوا معلوم ہوا یہ معلوم نہین مولانا نے کانت میری کس عبارت مین

دیکھا ہے اور لفظ فتاوی کا رسم الخط بصورت فتوی بھی ہے صرف اُسپر کھڑا زیر بنا دینا کافی ہے اگر مولانا تکلیف فرما کر میرے مضمون کو وہمتبر کے ہمدم مین ملاحظہ فرما لیتے تو معلوم ہو جاتا کہ اُسمین یہی عبارت مندرج ہے اور اسمین فتوی الف ہی کے ساتھ ہے۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ اس قسم کی بحثون سے مولانا سورتی اجتناب فرماوینگے جو کسی طرح شان اہل علم کے موافق نہین ہے۔ دوسرا اعتراض مولانا نے اس عبارت پر یہ بھی کیا ہے کہ یہ قول مجہول ہے اور یکہ بعد کی عبارت مین نے نقل نہین کی۔ مولانا سورتی سے مین پھر عرض کرتا ہون کہ مین مدعی نہین ہون مولانا فاروقی کی تردید کر رہا ہون۔ مولٰنا فاروقی درمختار سے مطلقاً حرمت ثابت کرنا چاہتے ہین میرے اسپر تین اعتراض ہین۔ اولاً تو درمختار کی عبارت محتمل ہے دوسرے اُس سے کراہت ثابت ہوتی ہے نہ کہ حرمت تیسرے محشی نے تصریح کر دی ہے کہ بعض صور توضین یعنی علماء و مشائخ کی قبرون پر یہ کراہت باقی نہین رہتی بلکہ استحباب ہو جاتا ہے آپ ہی فرمایئے کہ آپکی بیان کردہ قید سے میرے ان تین اعتراضون سے کون اعتراض کمزور یا ساقط ہو گیا۔ ہان اگر مین مطلقاً جواز کا دعوی کرتا اور اپنی دلیل مین یہ عبارت پیش کرتا تو آپ اعتراض کر سکتے تھے کہ دعوی عام دلیل خاص ہے۔ مگر مولٰنا فاروقی کے استدلال کی غلطی کو واضح کرنے کے لیے مولانا سورتی کی بیان کردہ قید سے ادنیٰ بھی اثر نہین پڑتا اسی وجہ سے مین نے اُسکو لکھنا ضروری نہین سمجھا تھا ہم مولٰنا سورتی سے یہ عرض کر دینا چاہتے ہین کہ نقل مین تغیر اور گرفت اُسی وقت قابل لحاظ ہے جبکہ اُس سے کسی طرح کا مدعی یا مجیب کو

نقصان یا فائدہ پہونچتا ہو ورنہ وہ نقلی گرفتین غیر قابل لحاظ ہونگی اور پھر جبکہ کوئی تغیر بھی عبارت مین نہ ہو تو محض یہ الزام کہ آگے کی عبارت کیون نہین لکھی باوجودیکہ آپکے نفس مدعے پر اثر نہ پڑتا ہو مولانا کی بحث علماء نہین ہے اگر ایسا ہی الزام مفید ہو سکے تو مین بھی بعینہ یہی اعتراض مولانا پر کر سکتا ہون کہ مولانا نے کتاب الاجارۃ شامی کی عبارت مین الفاظ حذف کر دیے ہین اور غلط نقل کر دی ہے اصل عبارت غالبا یہ ہے:-

ان[1] ما فی المتون مقدم علی ما فی الشروح وما فی الشروح مقدم علی ما فی الفتاوی

مگر ایسے اعتراضات مفید مطلب نہین ہین۔ مجہول روایت سے استدلال درست نہین ہے

اسکے متعلق مولانا سے گذارش ہے کہ مین نے استدلال کب کیا ہے یہ اعتراض ہے نہ کہ استدلال۔ پھر لفظ قیل ہر جگہ ضعف پر دلالت نہین کرتا۔ عمدۃ الرعایہ مین ہے:-

فائدہ کثیرا ما یذکرون حکما مصدرا بلفظ قیل ویکتب الشراح والمحشون تحتہ انہ اشارۃ الی ضعفہ والحق انہ ان علم فالمنہ التزم ان یذکر الحکم المرجوح بہذا الصیغۃ ویشیر بہا الی ضعفہ قضی بعمومہ کما علم من عادۃ مولف ملتقی الابحر والا فلا نعم یلزم ذلک وفی نور الایضاح

فائدہ۔ بہت ایسا ہوتا ہے کہ کوئی حکم لفظ قیل سے بیان کیا جاتا ہے اور شراح او محشین اسکے تحت مین لکھدیتے ہین کہ قیل سے اسکے ضعف کی جانب اشارہ ہے حالانکہ صحیح امر یہ ہے کہ اگر قائل کے متعلق یہ معلوم ہو کہ اس امر کا التزام کرتا ہے کہ بلفظ قیل سے قول مرجوح ہی بیان کرتا ہے اور اس سے ضعف کی جانب اشارہ کرتا ہے تب عام طور پر ملتقی الابحر کے متعلق یہ امر معلوم ہے اور انکا طریقہ یہی ہے ورنہ یقینی طریقہ سے نہین کہا جا سکتا کہ قیل سے ضعیف ہی مقصود ہے

قال الشرنبلالی فی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ... مسائل کی جانب اشارہ ہے جیسا کہ شرنبلالی نے اپنے قصیدہ الرائیہ

البہجۃ السنیۃ علی الاثنی عشریہ البہجۃ السنیۃ علی الاثنی عشریہ مین لکھا ہے ....

[1] پورا صفحہ شامی کی کتاب الاجارہ [illegible]

صیغۃ قیل لیس کل ما دخلت   کہ ہر وہ قول جسپر قیل داخل ہو ضعیف
علیہ یکون ضعیفک   نہین ہوا کرتا۔

اسکے علاوہ خود آپ ہی کی پیش کردہ عبارت قیل لا بأس بہ وھو المختار اسکی تردید کررہی ہے یہ قول باوجودیکہ مجہول ہے مگر مختار ہے مولانا ہمین معاف فرمائینگے۔ ع
توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند۔ مولانا ہمارے اوپر تو قول مجہول سے استدلال کا الزام لگاتے ہین اور خود ایک ہی کالم کے بعد قول مجہول اذا اختلفوا فیہ تقبل الفتویٰ علے الاطلاق علے قول ابی حنیفۃ سے ہمارے مقابل ایک مضبوط اصولی قاعدہ بناکر الزام دینا چاہتے ہین معلوم نہین کہ کاتب نے کس وجہ سے مولانا کی اس عبارت کے ترجمہ مین قیل کا ترجمہ ہی چھوڑ دیا ہے تاہم جو شخص اپنے استدلال مین قول مجہول کو پیش کرتا ہے کم ازکم اُسکو تو حق نہین ہے کہ دوسرون پر اعتراض کرے۔

مولانا سورتی کا دوسرا اعتراض جسکو مولانا نے دوسری دلیل کی تردید سمجھی ہے اُسکے متعلق گذارش ہے کہ یہان پر تین عبارتین ہین ایک صاحب تنویر الابصار کی، دوسری درمختار کی تیسری شامی کی اب آپ ملاحظہ فرمائین کہ تنویر کی عبارت وھو المختار پر ختم ہو جاتی ہے اور اسی پر میرا اعتراض ختم ہو جاتا ہے یعنی یہ عبارت تنویر کی کم ازکم محتمل اس امر کو ہے کہ ضمیر بنا ء کیطرف پھیری جائے بلکہ یہی قرب مرجع کی وجہ سے ظاہر ہے پس اس لیے جزو اول لکھنا اور جزو ثانی یعنی قیل لا بأس بہ وھو المختار کو حذف کر دینا خلاف انصاف ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

علامہ شامی نے صاحب درمختار کے قول کما فی کراھۃ السراجیہ پر اعتراض کیا ہی کہ اسکا مانحن فیہ سے کوئی تعلق نہین ہے اسی وجہ سے مین نے اپنے مضمون مین یہ لکھہ دیا تھا کہ یہ دوسرا امر ہے کہ مولانا فاروقی اس عبارت کو لکھکر اسکی تردید کر دین بالجملہ عبارات محتملہ و مجملہ سے دلائل ..... دینا صحیح طریقۂ اثبات مدعی کا نہین ہے۔ اسکے بعد جسقدر اور عبارتین مولانا نے لکھی ہین انکا تعلق صرف اسی قدر ہے کہ انسے کراہت بناء ثابت ہوتی ہی مگر فاروقی صاحب کہ مدعی حرمت کے ہین انکے واسطے یہ عبارتین مفید نہین ہین۔ تاہم اتمام فائدہ کے خیال سے مولانا سورتی سے اتنا گذارش ہی کہ اولاً تو قبہ کے متعلق جو روایت امام صاحب سے نقل کیگئی ہے اسکا امام صاحب کا مذہب ہونا ضروری نہین کتب فقہا مین اسکی تصریح موجود ہی کہ عن کے ذریعہ سے جو روایت امام صاحب سے منقول ہو وہ خوامخواہ امام صاحب کا مذہب نہین ہوتا پس امام صاحب سے روایت ہونا اور چیز ہے اور انکا مذہب ہونا اور چیز ہے اور پھر جبکہ ابن رشد کی عبارت سے خود مولوی عبدالماجد صاحب نے امام صاحب کا مذہب جواز نقل کیا ہے تو ہم اس روایت کیسے سند لا کر سکتے ہین بناء علی القبر کی تفسیر خود فقہاء نے سفط سے کی ہے اور سفط تابوت صغیر کو کہتے ہین۔ فقہاء کی اس تفسیر کے بعد کسی کو گنجایش نہین ہے کہ اس سے قبہ کی حرمت ثابت کرے۔ ہم سردست اپنے ان بیانون کے متعلق چند عبارتون کے ذکر پر اکتفا کرتے ہین۔

الفرق بين عنده وعنه ان الاول دال — عنده اور عنہ کے درمیان یہ فرق ہے کہ اول مذہب ہونے

على المذهب والثاني على الرواية فاذا — پر دلالت کرتا ہے اور ثانی روایت ہونے پر، تو جب

قالوا هذا عند ابي حنيفة دل ذالك — کہتے ہیں کہ ھذا عند ابی حنیفۃ تو یہ اس امر پر دلالت کرتا ہے

على انه مذهبه واذا قالوا عنه كذا دل — کہ یہ انکا مذہب ہے اور جب "عنہ کذا" کہتے ہیں تو یہ

ذالك على انه رواية عنه (عمدة الرعاية) — امر پر دلالت کرتا ہے کہ اسکی نسبت ایک روایت ہے (عمدۃ الرعایۃ)

ولا يرفع عليه البناء قالوا اراد به — اور قبر پر بنا نہ اٹھائی جائے فقہا نے کہا ہے کہ

السفط الذي في ديارنا على القبور — مراد اس سے سفط ہے کہ جو ہمارے دیار میں قبور پر ہوتا ہے

ولا يجعل السفط على القبور (خزانة الفتاوى) — قبور پر سفط کی ممانعت ہوئی (خزانۃ الفتاوے)

كره ابو حنيفة البناء على القبر — امام ابو حنیفہ کروہ سمجھتے ہیں کہ قبر پر بناء ہو اور یہ کہ

وان يعلم بعلامة قالوا اراد بالبناء — کوئی علامت قبر کیلئے بنائی جائے فقہاء کہتے ہیں

السفط الذي على القبر في ديارنا — کہ بناء سے امام صاحب نے سفط کو مراد لیا ہے جس کا

(مفيد المستفيدين عن المحيط) — رواج ہمارے دیار میں پایا جاتا ہے (مفید المستفیدین عن المحیط)

ويستعار للتابوت الصغير — چھوٹے تابوت کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

(المغرب في تفسير لفظ السفط) (المغرب فی تفسیر لفظ السفط)

مولانا سورتی نے ہمارے طویل مضمون پر صرف یہی اعتراض کیے ہیں اور کوئی کوشش مولانا فاروقی پر سے اعتراضات دفع کرنے کی نہیں کی جو اعتراض ہماری اوپر کیتے گئے ہیں ہمارے خیال میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے اور اگر وہ اعتراضات بفرض محال ثابت بھی ہو جاویں تو انسے حرمت قبہ وغیرہ ثابت نہیں ہو جاتی۔ [illegible]

مولانا فاروقی کو اپنے بیان کردہ امور کی حرمت ثابت کرنا اور انکے برباد کرنیکو اہم ترین فرض ثابت کرنا چاہیئے اور وہ ابتک کسی طرح ثابت نہین کر سکے۔

ہدایۃ المضلین فی مکائد النجدیین

(از جناب مولانا محمد عبد الہادی صاحب عفی عنہ قبلہ فرنگی محلی)

جاننا چاہیئے کہ وہابیہ کے عقائد و اقوال عقائد اہل السنۃ والجماعۃ سے بالکل مخالف ہین وہ لوگ مسلمانونکی خونریزی کو اور انکی مال کی تضییع کو حلال جانتے ہین اور قسم اور عہد کا توڑنا انکے نزدیک حلال ہے چنانچہ زمانہ گذشتہ مین جب انھون نے طائف پر قبضہ پایا انھون نے قسم کھائی تھی کہ مسلمانون پر تلوار نہین اٹھاوینگے اور انکو لکڑیون اور پتھرون سے نہ مارینگے حالانکہ اسی زمانہ مین ایک لاکھ سے زائد مسلمانونکو قتل کیا جسکی تفصیل رسالہ کشط الا باب عن تحقیق عبد الوہاب مین موجود ہے وقد اخبرنی من علی قول التعلیل ان عدد من قتل علی ایدی ھؤلاء المسرفین یزید علی مائۃ الف قتیل وقتلھم ؛ھل الطائف بعد بعد المعاھدۃ والحلف بانھم لا یقیسون فیھم السیف بالعصی والاحجار اور وہ لوگ مسلمانون کی تکفیر کرتے ہین اور جہلا کو انکے عقائد سے ہٹاتے ہین اور متقدمین اولیا اور صلحا کی توہین کرتے ہین امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ضمن مین لوگون کو دھوکا دیتے ہین اور امر بالمعروف کا ذریعہ پشت کرتے ہین کہ انکے امر بالمعروف کیمثال ایسی شربت کی سی ہے کہ نہایت لذیذ و شیرین اور خوشبودار ہے مگر اسمین چند قطرے خون وہ پیشاب کے پڑ جاوین تو وہ نجس ہو جائیگا اگر چہ بظاہر

امر بالمعروف کرتے ہین مگر نفسانیت سے خالی نہین ہے جیسا کہ اُس شربت سے ہر مسلمان
پرہیز کرتا ہے ویسا ہی اُنکے امر بالمعروف سے پرہیز ضروری ہے۔ اگر وہابیہ ظاہر مین نیک
مقدس اور پاکیزہ معلوم ہوتے ہین مگر باطن اُنکا نہایت تاریک ہے۔ اُنکے اعمال اگر ظاہر مین اچھے
معلوم ہوتے ہین مگر باطن مین نفاق بھرا ہوا ہے جیسا اُنکے چہرونسے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھیا
اُنکی اوپر سے لگی ہوئی…… ہین اگرچہ کیسی ہی گنجان کیون نہ ہون اگر اُنکو چوتھہ
حصہ بھی ایمان سے ملتا تو وہ ایسے اعتقادیات کو چھوڑ دیتے۔ اور قبور اولیاء اللہ پر پیشاب
براز کو اچھا جانتے ہین اور مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرتے ہین اور مسلمانون
خونریزی کو بہتر جانتے ہین وھی التغوط علے قبور الاولیاء بل عند مولد النبی واھراق
الدماء اور مسلمانون کے مالون کو مال غنیمت شمار کرتے ہین اور مشرک کے لفظ سے مسلما
کو مخاطب کرتے ہین اور شفاعت کی اہانت کرتے ہین جو انبیاء علیہم السلام کیواسطے ثابت ہے
ونہب اموال المسلمین واستحلالھا والخطاب بیا مشرک لھم والازدراء بالشفاعۃ
الثابتۃ للانبیاء اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اُنکا عین ایمان ہے اور آپکو اپنی لکڑی
سے بدتر جانتے ہین وہ لوگ علی الاعلان ممبرون پر علی رؤس الاشھاد کہتے ہین کہ یہ
لکڑی ہماری محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے نافع تر ہے اسواسطے کہ ہم اس لکڑی پر تکیہ کرتے
ہین اور بکریون کو اس سے چراتے ہین اور خوف کے وقت ہم اس لکڑی کو استعمال کرتے ہین
اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمکو بعد مرنیکے کچھ نفع نہین پہونچا سکتے با نعوذ باللہ من ذلک
قولھم علے المنابر وعند الجماعات وروس الاشھاد بالاعلان ایھا الناس ان عصانا
ماھذہ انفع لنا من محمد بالان ذمان لانا نتوکا علیھا ونھش بھا علے الغنم ونستعملھا و

الا ھوال و مجہد لا یغنی منہا شیئاً بعد الا رتحال انتھی کیا ایسے لوگونپر اسلام کا اطلاق ہو سکتا ہے یہ لوگ اسلام سے خارج فرعون وہامان سے بدتر سمجھے جاسکتے ہین جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی وقعت اُن کے نزدیک نہین ہے تو قبور کی کیا وقعت ہو سکتی ہی چنانچہ بارہا اُنھون نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی قبر پر بول و براز کیا ہے جیسا کہ مروی ہی وقد اخبرنی رجل من طائف متعہد قبر ابن عباس رضی اللہ عنہما ان ھولاء یجیرون عمداً علے قبرہ باللیالی وانا احمل الخرء وادمیۃ وتحقق ھذا بالتوالی اور اولیاء اللہ اور انبیاء کو صیغۂ ندا سے توسل کرنیکو ناجائز کہتے ہین اور کہتے ہین کہ اولیا اور انبیا مر گئے ہین اور سُننے اور دیکھنے کی قوتین اُنسے لیلی گئی ہین پس اُنسے توسل اور ندا ایسا ہی جیسا پتھر وںسے ندا کرنا اور توسل کرنا ہی حالانکہ نفوس اولیا اور انبیاء قید سے بعد مرنے کے چھوٹ گئے ہین اُنکی قوت زندونسے زائد ہی نفوس اولیاء کے بعد مفارقت ابدان کے جو کچھ آسمانون اور زمینون اور دریاؤن اور پہاڑون مین ہے اُنکے نفوس کے نزدیک یکسان ہی روح اُنکی بعد مرنے کے بسیط ہو جاتی ہے اولیاء اللہ پر کیا منحصر ہے بلکہ عامہ مومنین اور کفار اور یہود اور نصاری بھی بعد مرنے کے سُنتے ہین اور قوت اُنکی باقی رہتی ہی چنانچہ جنگ بدر مین ابوجہل وغیرہ مقتول ہوئے اور نعشین اُنکی کنوئے مین ڈالدیگئین تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم اُنکے پاس تشریف لیگئے اور فرمایا یا فلان قد وجدت ما وعدنی ربی حقا فھل وجدتم ما وعد ربکم حقا فقیل یا رسول اللہ اتنادیھم وھم اموات فقال صلے اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ انھم لا سمع منکم ولا اسمع لما اقول منھم الا انھم لا یقدرون علے الجواب پس بعض

صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ پکارتے ہیں ان لوگوں کو حالانکہ وہ مردہ ہیں اور مردہ خطاب کے سزاوار نہیں ہیں
پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے مجھکو اس ذات کی جسکی قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وہ لوگ سنتے ہیں لیکن جواب
دینے پر قادر نہیں ہوتے ہیں جب یہ حال کفار نابکار کا ہے کہ بعد مرنے کے سنتے ہیں تو مسلمان کیونکر پکارنے کو نہ سنینگے
ضرور وہ حضرات سنتے ہیں بعد مرنے کے اپنے اہل عیال کو پہچانتے ہیں اور غسل دینے والوں اور کفن پہنانے والوں
کو اور نماز پڑھانے والوں کو اور دفن کرنے والوں کو اور جنازے کے ہمراہیوں کو پہچانتے ہیں چنانچہ حضرت عمرو بن دینار
سے مروی ہے قال ما من میت یموت الا وہو یعلم ما یکون فی اہلہ بعدہ انہم یغسلونہ ویکفنونہ وانہ لینظر
الیہم اور حضرت مالک بن انس سے مروی ہے بلغنی ان ارواح المومنین مرسلۃ تذہب حیث شاءت
اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انما مثل المومن حین یخرج نفسہ او روحہ مثل رجل
کان فی سجن فاخرج منہ فہو یتفسح فی الارض ویتقلب فیہا یعنی نہیں ہے مثال مومن کی جس وقت کہ
روح اسکی باہر آتی ہے مثال اس مرد کی ہے کہ قید میں ہو اور اُس سے نکالا جائے پس وہ زمین میں
پھرتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا انہوں نے اذا مر الرجل بقبر الرجل یعرفہ
فسلم علیہ رد علیہ السلام وعرفہ واذا مر بقبر لا یعرفہ فسلم علیہ رد السلام اور سعید بن مسیب سے
مروی ہے اُنہوں نے سلمان سے روایت کیا ہے کہا اُنہوں نے ان ارواح المومنین فی برزخ من
الارض تذہب حیث شاءت یعنی بہ تحقیق مومنین کی روحیں برزخ میں زمین سے
جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور اسسے کہ وہ مطلع ہیں اسواسطے اُنہوں نے حلت کی ہے تسلی
عالم شہادت کی طرف کشادگی عالم غیب کے کہ وہ عالم وسیع ہے ہمکو اُن جہلا پر افسوس ہوتا ہے کہ جو
خود ایسے فعل کے مرتکب ہیں اور دوسروں کو ممانعت کرتے ہیں اور مشرک بتاتے ہیں خود جابیہ
روزانہ کئی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا کرتے ہیں اور ... التحیات میں کہتے ہیں